

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

چونٹھواں اجلاس (تیسری نشست)

## بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 24 مارچ 2023ء بروز جمعہ المبارک بمطابق 02 رمضان المبارک 1444ھ۔

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
03	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔	1
20	رخصت کی درخواستیں۔	2
25	قرارداد نمبر 163 منجانب: جناب ثناء بلوچ، رکن صوبائی اسمبلی۔	3



## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 24 مارچ 2023ء بروز جمعہ المبارک برطابق 02 رمضان المبارک 1444ھ، بوقت شام 04 بجکر 05 زیر صدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کونٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ از حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِمْ خَشِعِينَ لِلَّهِ لَا

يَشْتَرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ط أُولَٰئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ط إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ

الْحِسَابِ ﴿١٩٩﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا قِف

وَ اتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٢٠٠﴾

﴿ پارہ نمبر ۳ سورۃ آل آیات نمبر ۱۹۹ تا ۲۰۰ ﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اور کتاب والوں میں بعضے وہ بھی ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور جو اتر تمہاری طرف اور جو اتر ان کی طرف، عاجزی کرتے ہیں اللہ کے آگے نہیں خریدتے اللہ کی آیتوں پر مول تھوڑا یہی ہیں جن کے لیے مزدوری ہے ان کے رب کے ہاں بیشک اللہ جلد لیتا ہے حساب۔ اے ایمان والو! صبر کرو اور مقابلہ میں مضبوط رہو اور لگے رہو اور ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْإِطَاعُ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جی۔

میر احمد نواز بلوچ: جناب اسپیکر! رمضان کا مہینہ شروع ہوا ہے اور کوئٹہ سمیت پورے بلوچستان میں گیس ناپید ہوئی ہے تو اس پر میں آپ سے آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ بلوچستان بھر میں خصوصاً کوئٹہ میں سحری اور افطاری کے ٹائم گیس نہ ہونے کی وجہ سے، بجلی بھی نہیں ہوتی ہے، تو اس پر اگر جی ایم صاحب کو آپ یہاں بلائیں یا ایسی کوئی رولنگ دے دیں کہ اس رمضان شریف میں تو لوگوں کو relief دیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔ ایک منٹ زیرے صاحب! میں کامیاب قومی کنونشن پر میرا اسد اللہ بلوچ اور ان کی پارٹی کو مبارکباد دیتا ہوں اور ساتھ میں جو وہ صوبائی صدر منتخب ہوئے ہیں اس پر بھی آپ کو بھی مبارک ہو۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: وزیر کو مبارکباد دے رہے ہیں، MPAs کو نہیں۔ Thank you Mr Speaker جس طرح میرے دوست نے کہا کہ آج رمضان مبارک کا دوسرا دن ہے اور بد قسمتی سے جس طرح ہم روتے آرہے ہیں کہ ہمارے ہاں نہ گیس ہے نہ بجلی ہے کل بھی اور آج بھی کل سحری کو بھی افطاری کو بھی تمام کوئٹہ شہر میں بالخصوص میرے حلقہ انتخاب سریاب میں، خلجی کالونی، موسیٰ کالونی، ایسٹرن بانی پاس اور کوئٹہ کے دیگر علاقوں میں گیس بالکل نہیں تھی، even کہ افطاری سے پہلے لوگوں نے مجھے فون کیا کہ اس وقت اب افطاری کی تیاری ہے، چار پانچ بج رہے ہیں لیکن ابھی تک ہمارے ہاں گیس بالکل نہیں ہے۔ میں نے اسی وقت GM سے بھی بات کی اُس کے ذمہ داران سے بھی بات کی even میں سریاب گیا تھا فاتحہ کے لیے وہاں مجھے گیس آفیسر ملا اُن سے میں نے باہر نکلتے ہوئے کہا کہ یہ کیا صورت حال ہے افطاری اور سحری کے ٹائم نہ بجلی ہے نہ گیس ہے تو جب حکومت نے کہا تھا کہ افطاری کے ٹائم گیس بھی ہوگی بجلی بھی ہوگی لیکن اب صورت حال یہ ہے کہ بارشیں بھی ہیں سردی بھی بڑھ گئی ہے رمضان المبارک کا مہینہ بھی ہے اور گیس بھی نہیں ہے بجلی بھی نہیں ہے۔ تو اس حوالے سے آپ اپنے طور پر مراسلہ بھیجیں یا گیس حکام کو بلا لیں کہ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے لوگوں کو اتنی تکلیف کیوں ہو رہی ہے؟ thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: صحیح ہے زیرے صاحب اس پر سیکرٹری اسمبلی صاحب! گیس کے جو concerned officer ہے، اُس کو ایک letter بھیج دیں کہ MPAs نے یہ point raise کیا ہے اس پر تفصیلات فراہم کریں۔

جناب اصغر علی ترین: احمد نواز صاحب نے جو بات کی ہے یہ مسئلہ تقریباً ہر ضلع میں درپیش ہے بجلی اور گیس کے حوالے سے۔ بجلی کے حوالے سے تو وہ ہٹ دھرمی کر رہے ہیں جناب اسپیکر صاحب! PHE کے جہاں بجلی کے ٹراسفارمر لگائے ہیں پانی کے لیے کہ لوگوں کو پانی میسر ہو۔ اب وہ بھی اٹھانے شروع ہو گئے ہیں جی ان کا بل جمع نہیں ہے، ڈیپارٹمنٹ بل جمع نہیں کروا رہا اور یہ کہ گیس بالکل نہ ہونے کے برابر یہ شہر کی ہم بات کر رہے ہیں دیہات کی ہم بات کر رہے ہیں، اب

پشین میں یقین جانیے کہ اتنی گیس لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے کہ پہلے اگرچہ پاؤنڈیا چار پاؤنڈ گیس دیتے تھے اب ایک پاؤنڈ آنا شروع ہو گئی ہے۔ اب تو وہ گیس کا استعمال بھی اتنا نہیں رہا اب صرف cooking purpose کے لیے کھانا بنایا جائے پھر خود وفاقی حکومت نے اعلان کیا تھا کہ سحری اور افطار کے وقت گیس کی اور بجلی کی لوڈ شیڈنگ نہیں ہوگی تو جناب اسپیکر! اس میں اگر آپ دونوں کو بلا لیں گیس اور واپڈ اولوں کو ان سے پوچھ کہ لیں کہ اگر یہی حالات رہے پھر ہم اپنی ایک حکمت عملی بنائیں ہم نے کرنا کیا ہے یہ تو ہم رو رو کر تھک گئے ہیں ساڑھے چار سال سے گیس بجلی، گیس بجلی کوئی سننے والا نہیں ہے جناب اسپیکر صاحب! ان کو بلائیں۔

جناب نور محمد ڈمز (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات): شکر یہ جناب اسپیکر! جو point اٹھا یا یقیناً، ویسے یہ مجھے اٹھانا چاہیے تھا لیکن یہ ہے مایوس ہو کر ابھی اس پر بات کرنے پر دل ہی نہیں کرتا ہے کیونکہ بار بار یہاں بول بول کر تھک گئے ہیں۔ نہ کوئی شنوائی ہوتی ہے نہ کوئی اچھا response ہوتا ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ زیارت میں کل سے جو برفباری شروع ہوئی آج صبح تک چل رہی تھی، میرے خیال میں کافی جگہوں پر ایک فٹ تک برفباری ہوئی جو کہ ریکارڈ ہے اور ابھی واپس زیارت موسم minus پر چلا جائیگا۔ تو ابھی زیارت میں گیس کی پوزیشن یہ ہے کہ وہاں ایک چولہا جلانے کے قابل نہیں ہے۔ تو جس طرح دوستوں نے کہا یقیناً کوئٹہ میں بھی بہت ضرورت ہے اور رمضان المبارک کا مہینہ چل رہا ہے سحری اور افطاری کی تیاری کرنی ہوتی ہے لیکن زیارت میں تو پھر میں کہتا ہوں کہ اتنی شدید ضرورت ہے وہاں کے لوگ واپس آ کر یہاں آباد ہو گئے ہیں جہاں جہاں migrate ہو کر گئے تھے اور آفیسرز وغیرہ وہاں جا کر ٹھہرتے ہیں لیکن یہ ہے کہ گیس نہ ہونے کی وجہ سے وہاں نہ کوئی رہ سکتا ہے نہ کوئی رات گزار سکتا ہے تو ایڈ آپ GM کو بلا لیں واقعی کوئٹہ کے ساتھ ساتھ زیارت کی کم از کم اُس سے رپورٹ لے لیں کہ بھی یہ کیا صورتحال ہے کہ ابھی وہاں لوگ بے دریغ جنگل کاٹ رہے ہیں ابھی لوگ کیا کریں جنگل بھی نہ کاٹیں تو وہاں زندگی اور رات گزارنے کے قابل نہیں ہے۔ آپ مہربانی کر کے رولنگ دے دیں ان کو بلا لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

مکھی شام لال لاسی: جناب اسپیکر صاحب! میں ہمیشہ ایک ہی چیز کو دتا رہا ہوں ابھی میں اپنے علاقے میں گیا کیونکہ ہمارا حلقہ تو پورا بلوچستان ہے تو وہاں کمیونٹی کے لوگوں نے کافی لوگ بڑے جذبات میں تھے بہت پریشان بھی تھے جو ملازمتیں ہیں آج تک ان ملازمتوں میں پانچ پرنسٹ جو کوٹہ ہے وہ ان کو consider نہیں کیا جا رہا ہے جبکہ بیورو کریسی اور ہمارے منسٹر صاحبان جو بھی پانچ پرنسٹ میں آتے ہیں وہ بھی ان کو نہیں دیتے ہیں تو مہربانی کر کے بار بار ہم کہہ رہے ہیں ہمارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے تو مہربانی کر کے اس کے لیے ایک الگ جس طرح آئی جی صاحب ہیں

بالکل separate کیا ہوا ہے separate اشتہارات دے دیں تاکہ ہمیں بھی پتہ چلے کوئی بھی اس پر عمل نہیں ہو رہا ہے۔ دوسرا minority department میں کوئی بھی کام نہیں ہو رہا ہے بہت سی ایسی چیزیں پڑی ہوئی ہیں جو دیوالی پر ہمارے فنڈز ہیں وہ آج تک release نہیں ہو رہے ہیں کافی ایسی چیزیں بند پڑی ہوئی ہیں۔ تو اُس کو بھی دیکھا جائے آپ کی مہربانی ہوگی بہت لوگ پریشان ہیں اور ترقیاتی ہماری جو اسکیمیں ہیں جن کے فنڈز release نہیں ہو رہے ہیں جبکہ کافی پہلے کے PSDP کے جو فنڈز ہیں آج تک ہماری اسکیمیں 20% تک بھی complete نہیں ہوئی ہیں پتہ نہیں punch لگایا ہوا ہے کیا ہے ہمیں سمجھ میں نہیں آ رہا ہے جب بھی آتے ہیں تو ہمارے فنڈز روکے ہوئے ہیں already ایک تو ہمیں دیئے بھی تھوڑے فنڈ ہیں وہ بھی اگر ہمیں نہیں مل رہے ہیں تو اس سے پھر بہتر ہے کہ ہمیں نہیں دیا جائے تو مہربانی کریں کوئی rule regulation ہونا چاہیے ہمارے ساتھ کیوں اس طرح زیادتی ہو رہی ہے تو مہربانی کر کے آپ ڈیپارٹمنٹ کو ہدایت کریں تاکہ ہماری جو اسکیمیں رہ رہی ہیں ان کو ہم complete کر سکیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی ملک نصیر شاہوانی صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال میں جس طرح دوستوں نے گیس اور بجلی پر بات کی اور گزشتہ جو اجلاس تھا اُس میں بھی ہم نے بجلی اور گیس پر بات کی ہمیں معلوم نہیں تھا کہ رمضان کے شروع ہوتے ہی بالکل پورے بلوچستان سے گیس غائب ہو جائے گی۔ جناب اسپیکر صاحب! نہ صرف ہے گیس غائب ہے بجلی بھی غائب ہے اس کے ساتھ ہی جناب اسپیکر صاحب! PHE نے بھی ایک action اٹھایا ہے بجلی تو انہوں نے ویسے ہی کاٹ دی ہے۔ لیکن PHE اور WASA کے جتنے بھی ٹیوب ویل ہیں ان کے بھی connection منقطع کئے ہیں اور پانی بھی غائب ہے۔ تو اس رمضان کے مہینے میں یورپی ممالک اور دوسرے ممالک میں ان اپنے عوام کے لئے packages ہوتے ہیں اور مسلمانوں کے لیے وہاں incentives ہوتے ہیں کم قیمت پر بہت ساری اشیاء مل جاتی ہیں جو کہ ہم کہتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ ہیں لیکن ہمارے اس ملک کے اندر جو اسلام کے نام پر بنا ہے ماشاء اللہ جس کا نام پاکستان ہے اور جب رمضان شروع ہو جاتا ہے اُس میں نہ بجلی ہے نہ گیس ہے نہ پانی ہے تو کس طرح گزارا کیا جائے؟ جس طرح ابھی منسٹر صاحب نے زیارت کی مثال دی وہاں تو ایک فٹ برف پڑی ہے۔ اور اُس برف کے اندر زیارت، ہم تو کہتے ہیں کہ کوئٹہ میں اگر minus نہیں ہے تو کم از کم minus کے قریب ہے۔ تو ان جیسے علاقوں میں وہاں تو زندگی گزارنا مشکل ہے جناب اسپیکر صاحب! اس کو ہم لوگوں نے جو کمیٹی بنائی ہے آپ کی سربراہی میں اسلام آباد گئے وہاں بھی کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ اور انکا پھر یہی تھا کہ وہ بلوچستان آ کر یہاں وہ کمیٹی ہم سے جو بیٹھ کر ایک فیصلہ کریگی۔ لیکن آج ایک

مہینہ گزرنے کے بعد وہ بلوچستان بھی نہیں آیا۔ جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان کو یہ لوگ کچھ سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ اس لئے میری گزارش ہے کل پرسوں کے اجلاس میں بھی ہم نے، جناب اسپیکر جان محمد جمالی صاحب بیٹھے ہوئے تھے! اُن سے بھی یہی گزارش کی تھی کم از کم بلوچستان کو سنجیدہ نہیں لیا جا رہا ہے۔ اس پر ہم سب کا ایک مشترکہ لائحہ عمل ہونا چاہیے اور خاص کر سب مل کر وزیر اعلیٰ ہی کے، جس طرح دوستوں نے کہا کہ وزیر اعلیٰ غائب ہے، لیکن وہ بھی نہیں ہے۔ اگر وہ نہیں تو کم از کم کسی دوسرے کو لیجا کے، اب جس طرح ہماری کمیٹی گئی تھی وزراء کی، اس طرح ایک کمیٹی دوبارہ بنا کر اُن کو یہاں بلائی جائے اُن سے بات کی جائے جناب اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی میرا سدا بلوچ صاحب۔

میرا سدا اللہ بلوچ (وزیر زراعت و کوآپریٹوز): شکریہ جناب اسپیکر۔ ایک اہم نقطہ پر میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ ہم جس ملک میں رہ رہے ہیں یقیناً اس میں کوئی آئین ہے کوئی قانون ہے کورٹس، عدالتیں ہیں ان کے فیصلوں کا احترام ہونا چاہیے۔ باقی ہماری فورسز ہیں، پولیس ہے، لیویز ہے، یہ ساری فورسز ہیں ہم سب کا احترام کرتے ہیں۔ ہمارے علاقے میں ایک معزز شہری جنہوں نے 2018ء کے الیکشن میں 4 ہزار ووٹ اُنہوں نے لئے تھے۔ ابھی حال ہی میں وہ ہمارے پارٹی میں شامل ہو گئے ہیں۔ تو دودن کے بعد CTD کی جانب سے اُس کی باقاعدہ FIR کاٹی گئی۔ پہلے تو اُس کو دھمکی دی گئی تھی کہ جناب آپ اس پارٹی میں شامل نہ ہوں۔ سوال یہ ہے کہ ہم کس کے اشاروں پر چلیں کس کی direction پر چلیں یہ ملک جمہوری اور آئینی تقاضوں سے بنا ہوا ہے تو کم از کم آئین کا تو احترام کرنا چاہیے۔ تو ایک شریف شہری کے اس طریقے سے دھمکی دینا اور ناجائز طریقے سے کہ آپ نے blasting کی ہے؟ CTD کا 80% زیادہ تر وہ ایسے ہیں، اور لوگوں کو ماوائے آئین، بس مارو اور پھینکو اور غلط FIR chalk کرتے رہو۔ اس طریقے سے سماج میں امن برقرار نہیں رہے گا۔ ایک بہتر سماج کیلئے ضروری ہے کہ انصاف کے تقاضے پورے کئے جائیں اگر انصاف اس طریقے سے پکتا جائے گا کسی کے ٹیلیفون پر کسی کا FIR ہوگا کسی کو threat کیا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں زیادہ اس کو میں آگے لیجانا نہیں چاہتا، یا IG، یہ اچھا IG ہے، آیا ہے، اچھے کام بھی کئے ہیں kindly میں request کرتا ہوں آپ سے کہ آپ ruling دے دیں اس کو بلائیں میں اسکے ساتھ بیٹھتا ہوں کہ زیادتی کیوں اس کی تحقیقات کریں، ایسے نیک انسان عزت دار لوگوں کے ساتھ اتنی زیادتی کیوں ہو رہی ہے؟ Thank you جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ میرا سدا بلوچ صاحب۔ آپ کہہ رہے ہیں SSP CTD کو بلائیں یا؟

میرا سدا اللہ بلوچ (وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز): IG پولیس کو بلائیں۔ اس مقدس ایوان سے کوئی بالاتر تو نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی ریگی صاحب۔

میرزا بدلی ریگی: thank you جناب اسپیکر صاحب! میں پہلے میرا اسد اللہ کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں

BNP عوامی کا president ہونے پر۔ ظاہری بات ہے میرا اسد اللہ کی خدمات پورے بلوچستان میں ہر جگہ میں ہیں۔ اُس نے الحمد للہ دیکھا بھی دیا اور کارکنوں نے، کہ واقعی جو مخلص لیڈر ہے اسد جیسا اور باقی آپ لوگوں کے سامنے واضح ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ سے ایک request ہے جناب اسپیکر صاحب! ہمیں CM صاحب نے ہر ڈسٹرکٹ میں دو ہزار، تین ہزار گھنٹے hours زمینداروں کو دیا تو دو تین ہزار گھنٹے hours ملیں ہیں جناب اسپیکر صاحب! kindly ابھی یہ تین چار مہینے ہو رہے ہیں، پتہ نہیں وجہ کیا ہے، MMD والے کو بولتے ہیں کہتا ہے کہ release نہیں ہوا ہے۔ گھنٹے ایسے ہی زمینداروں کے جیب میں پڑے ہوئے ہیں، ابھی منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں Finance منسٹر یہاں پر نہیں ہے کہ وجہ کیا ہے یہ کیوں release نہیں ہو رہے ہیں اس کا مطلب کیا ہے؟۔ kindly جناب اسپیکر صاحب! ابھی جو بارش ہو رہے ہیں یقین کریں تمام زمیندار ہیں چاہے آپ کے ڈسٹرکٹ کا ہے چاہے جس ڈسٹرکٹ کے ہیں سارے زمیندار یہی کہہ رہے ہیں کہ آپ لوگ MPA ہمیں دھوکہ دے رہے ہیں۔ آپ نے ہمیں گھنٹے دیئے ہیں ہمارے جیب میں ہیں ہم جب دفتر جاتے ہیں وہاں پر کہتے ہیں بھی release نہیں آیا ہوا ہے۔ kindly جناب اسپیکر صاحب! اس میں آپ نوٹس لے لیں منسٹر کو بلا دیں جس وجہ سے جدھر بھی بند ہے، اس کو فوری release کریں زمینداروں کا کام بھی ہو جائے بارش بھی ہو رہا ہے یہ احوال ہے جناب اسپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ نے بہت اچھا point raise کیا ہے یہ ہر ڈسٹرکٹ کیلئے یہ مسئلہ بنا ہوا ہے، میرا اسد بلوچ صاحب! اگر تکلیف نہ ہو اس پر آپ بتادیں آپ لوگوں کی طرف سے رکاوٹ ہے کہ۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹو: جناب اسپیکر صاحب! یہ بجٹ جو بنتا ہے، یہاں معزز ہمارے جتنے بھی قابل احترام ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں، دوست بیٹھے ہوئے ہیں، اُس پر کافی بحث کے بعد debate کے بعد ایک بجٹ بنتا ہے development اور nondevelopment کے side پر، یہ جو ہمارے تیل کے جتنے بھی پیسے ہیں، یہ non development side کہتے ہیں جیسے کہ تنخواہ ہوتی ہے TA, DA ہوتے ہیں باقی چیزیں ہوتی ہیں۔ زمرک صاحب نے پانچ مہینے سے انکو روکا رکھا ہے، جو ساتھی سارے کہہ رہے ہیں پورے 34 ڈسٹرکٹ کے تیل روکے ہوئے ہیں ابھی زمرک صاحب آگئے ہیں کہ کیوں روکا ہے انہوں نے، پیسے نہیں ہے مرکز سے پیسے نہیں آ رہے ہیں وجہ کیا ہے لیکن یہ تو سارے بجٹ میں موجود ہیں اور nondevelopment side کے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اچھا آپ کے محکمے کی طرف سے کوئی؟

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹو: میرے محکمہ کی طرف سے بالکل ایک percent بھی ایسی position نہیں ہے کہ ہم روکے۔ ہمیں release ملے گا ہم دوسرے دن پورے 34 ڈسٹرکٹوں میں انکو، سارے ساتھیوں کو کہتے ہیں کہ آپ کے کام شروع ہو جاتا ہے، جب نہیں ہیں پیسے نہیں ہیں تو سارے بلڈوزر تین سو بلڈوزر ہیں وہ رُکے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زمر خان اچکزئی صاحب! MPAs نے point raise کیا ہے کہ ہمارے dozer hours ہمیں ملے ہوئے ہیں مگر کسی کے کام کے نہیں ہیں تو آپ اس پر بتادیں۔

انجینئر زمر خان اچکزئی (وزیر خزانہ): شکریہ جناب اسپیکر صاحب! اس پر میں نے پرسوں dozer hours کے حوالے سے جب بات شروع کی تو بہت لمبی تقریر میں نے کہ اُس میں فیڈرل کے حوالے سے بجٹ کے حوالے سے، پیسوں کے حوالے سے تو بجٹ میں بھی کچھ کمی بیشی تھی، ہمارے پاس ابھی بھی ہے، ہمارے دوستوں کا ابھی بھی میں جب فائلیں دیکھ رہا تھا تو ادھر سے سیکرٹری مجھے کہہ رہا ہے کہ جی بجٹ میں گنجائش نہیں ہے آپ اس طرح ایک دم approval بھی دیتے ہیں ابھی میں اپنے دوستوں کا کسی case کا تو نہیں روک سکتا ہوں۔ dozer hour بھی اسی طرح ہے ہر جگہ پر کام ہوتا ہے flood آیا سیلاب آئی اور اُس کی وجہ سے تباہی آئی، زمینیں جو ہیں وہ خراب ہو گئی تو چلنا چاہیے۔ تو اس حوالے سے تھوڑا بجٹ کا مسئلہ ہے ایک اور مسئلہ ہے جناب اسپیکر صاحب! میں آپ کو بتا دوں میرے ڈسٹرکٹ میں ایک لاکھ گھنٹے dozer hours کے release ہوئے ہیں ایک گھنٹہ بھی نہیں چلا ہے۔ میں ان beneficiaries کا تھوڑا سا آپ کو DC کو لکھوں گا کہ ٹوٹل beneficiaries کا مجھے detail دے دیں finance کو اور اسی دن جو جتنا بھی پیسے ہوئے ہیں اُس کے مد میں میں اُسکو release کر دوں گا۔ میں اپنے ڈسٹرکٹ کا بات کر رہا ہوں، آپ کا تو مجھے پتہ نہیں ہے، آپ کے سارے ڈسٹرکٹوں میں ہوں گے میرے ڈسٹرکٹ میں جو ہوئے ہیں اُس میں ایک گھنٹہ بھی نہیں چلا ہے۔ یہ record پر میں لانا چاہتا ہوں اور یہ آپ دیکھ لیں اور میں DC کو لکھ رہا ہوں، DC مجھے beneficiaries کا details دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی اسد بلوچ صاحب۔

وزیر زراعت و کوآپریٹو: تو جس کا choice آپ نے کیا ہے اُس بندے کو تو آپ کے کہنے پر ہم نے وہاں بھیجا ہے، شروع میں آپ یہاں agriculture minister تھے، وہی بندہ تھا، اب بھی وہی بندہ ہے۔ تو مسئلہ اس طریقے سے ہیں، پورے، اگر آپ کے district میں مسئلہ ہے آپ اپنے district کا فنڈز روکیں، پورے بلوچستان کو سزا نہ دے دیں۔ پورے بلوچستان کے زمینداروں کو آپ یہ سزا نہ دیں۔ اور پیسے کی جہاں تک تعلق ہے، کوئی پیسے کا مسئلہ نہیں ہے اس مد میں۔ یہ خود روکنا چاہتے ہیں اس کو، پتہ نہیں اس کا اپنا کیا personal مسئلہ ہے، وہ میں نہیں

جاننا ہوں۔

وزیر خزانہ: جناب اسپیکر صاحب! میں لاکھ گھنٹے کی بات نہیں کر رہا ہوں، ہزاروں جتنے بھی گھنٹے گئے ہیں۔ میں ہر district کے beneficiaries کا list ہمیں چاہیے۔ مجھے صرف اپنے district کا نہیں چاہیے۔ اسد صاحب! یہ بات نہیں ہے، میرا اپنا کوئی ذاتی مسئلہ نہیں ہے۔ وہ آپ کو بھی پتہ ہے کہ کیس کیا ہے آپ کس طرح deal کرتے ہیں آپ کس طرح کرتے ہیں آپ جو بھی transfer posting کرتے ہیں وہ بھی ہمیں پتہ ہے، ہمیں بھی اپنا پتہ ہے آپ کو بھی سب کچھ پتہ ہے۔ لیکن اُس detail میں میں آپ کے ساتھ جانا نہیں چاہتا ہوں۔ میں total بلوچستان کا beneficiaries کا list منگوا لوں گا۔ جو department کا طریقہ کار ہے، آپ کے department سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں اپنے finance کی جو formalities ہیں ان کو پوری کر کے ہم release کر دیں گے جو پیسے تھے۔ پہلے تو بجٹ کی کمی ہے۔ بجٹ کے حوالے سے میں صرف آپ کو یہ کہہ سکتا ہوں کہ۔۔۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: 6 مہینے ہو گئے ہیں۔

وزیر خزانہ: 6 مہینے تو میں پہلے تھا ہی نہیں، میں تو دو مہینے ہوئے ہیں کہ میں منسٹر بنا ہوں، چار مہینے کس نے روکا تھا؟ جناب اسپیکر صاحب! چار مہینے کس نے روکا تھا میں نے تو نہیں روکا ہے۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: جب سے آپ آئے ہیں آپ نے روکا ہے۔

وزیر خزانہ: نہیں نہیں آپ تو کہتے ہیں کہ چھ مہینے سے نہیں ہوا ہے۔ یہ تو 6 مہینے کا بجٹ ہے، تو 6 مہینے پہلے، چار مہینے کیوں یہ بجٹ یہاں پر کیسے کیوں نہیں ہوا ہے تو کیا مسئلہ ہے اُس کا آپ مجھے بتائیں؟ میرے دو مہینے میں تو آپ کو پتہ ہے کہ ہم اسلام آباد کے چکر لگا رہے تھے، کس مصیبت سے ہم نے کچھ پیسے لائے۔ پھر بھی ہم آپ کے ساتھ بیٹھنے کے لیے تیار ہیں جو بھی طریقہ ہے، جو آپ کا ہے، جو ہمیں ہماری شکایت ہے آپ دور کر دیں ہماری شکایت، آپ سارے دوستوں کی شکایت دور کر لیں۔ ہمارا آپ سے کوئی مسئلہ تو نہیں ہے آپ اتنا بھی تو ہمیں time دے دیں کہ جو طریقہ آپ کے department میں، یہ نہیں ہے کہ ہمیں آپ پر اعتراض ہے، ہمیں آپ پر کوئی اعتراض نہیں ہے کم از کم آپ کے department میں جو طریقہ نیچے level پر ہو رہا ہے آپ ہمیں اُن پر سن لیں چاہے وہ قلعہ عبداللہ میں ہو رہا ہے، چاہے وہ زیارت میں ہو رہا ہے، چاہے وہ تربت میں ہو رہا ہے، چاہے وہ کہیں بھی ہو رہا ہے۔ تو ہمیں آپ سنتے ہی نہیں ہیں ہمارے ساتھ بیٹھنے کے لیے تیار نہیں ہیں آپ ہمارے دوست ہے ہمارے پرانے ساتھی ہیں، ہم یہ نہیں چاہتے ہیں کہ خدا نخواستہ بلوچستان کا کوئی مسئلہ اس طریقہ سے ہم بند کر دیں کہ وہ اُس میں ذمینداروں کا نقصان ہو، اُس میں ہمارے

دوستوں کا نقصان ہو۔ ہم ہمیشہ یہ چاہتے ہیں کہ smoothly سارا کام چلیں۔ لیکن یہ ہے کہ اگر finance میں مسئلہ ہے تو میں آپ کے ساتھ بیٹھوں گا اور اگر agriculture میں ہے تو آپ ہمارے ساتھ بیٹھیں۔ P&D میں یہ بیٹھے ہوئے ہیں، دمڑ صاحب ہیں۔ حاجی صاحب ہیں irrigation میں۔ ہم ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ کے ہمارے مسئلے حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں پھر ہم آپ سے کوئی اختلاف تو نہیں رکھ سکتے ہیں اور نہ رکھنا چاہتے ہیں آپ ہمارے senior ساتھی ہے، ہمارے دوست ہیں ہمیشہ انشاء اللہ اس میں بھی آپ جس طرح کہیں گے ہم اسی طرح کریں گے کوئی مسئلہ نہیں ہے اور جو بھی طریقہ ہے اُس کو کریں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی ملک نصیر شاہوانی صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر! صوبے میں اس ملک میں اتنی بڑی بارشیں ہوئیں، سیلاب آیا اور بلوچستان اور سندھ سب سے زیادہ متاثر ہوا۔ ایک تو یہ ہے جو بلڈوز hour اور اس کی جو جتنی چرچے ہیں میرے خیال میں اس وقت تو بلوچستان میں بلڈوز ہی بلڈوز چلنی چاہیے تھی کیوں کہ راستے نہیں ہے، بندت ٹوٹ گئے ہیں ابھی دوسرے بارشیں ہو رہے ہیں لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ چھ مہینے بعد بھی ہمارے ایک منسٹر صاحب کہتا ہے کہ ایک لاکھ بلڈوز hour میرے حلقے میں اور ایک بھی نہیں چلا ہے۔

وزیر خزانہ: ایک لاکھ نہیں بھائی تین ہزار ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: تین ہزار نہیں دو ہزار ہیں کیوں نہیں چلا ہے جناب اسپیکر صاحب؟۔ جناب اسپیکر صاحب!! اس کی تقسیم پر بھی ہمیں اعتراض ہے جناب اسپیکر صاحب۔ ابھی میں جس حلقے سے تعلق رکھتا ہوں، میرے حلقے میں آجاتے ہیں ابھی ہنہ جو ہے مکمل طور پر ہنہ آپ جائیں وہ بالکل بہہ گئے ہیں اُن کے راستے، اُن کے باغات، اُن کے فصلات، وہاں پر پانچ چھ مسجدیں بھی جناب اسپیکر صاحب سیلاب میں بہہ گئی ہیں۔ پانچ چھ اسکول سیلاب میں بہہ گئے ہیں۔ میرے خیال میں اگر پچاس ہزار گھنٹے میرے حلقے میں مجھے دیا جائے وہ ناکافی ہیں۔ لیکن سنا ہے کہ کونٹے کے لیے اُنہوں نے 9 ہزار گھنٹے رکھے ہوئے ہیں لیکن آج تک مجھے کچھ بھی نہیں ملا ہے۔ ابھی اگر آپ یہی اسمبلی ممبران کا ایک visit ہنہ کی طرف رکھیں تو میرے خیال میں آپ کی گاڑیاں بھی راستے میں پھنسیں گے اور آپ وہاں اوڑک تک بھی نہیں پہنچیں گے۔ اور اسی طرح آپ زڑخو کی طرف جائیں، مارواڑ کی طرف جائیں وہاں پر تو لوگ گدھوں پر پانی لے جاتے ہیں راستے اتنے بہہ گئے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! اس میں ایک تقسیم کا ایک فارمولا ہونا چاہیے کہ کون سی علاقے میں کتنے بلڈوز hours کی ضرورت ہیں۔ یا کون سے علاقے میں کتنے اسکولوں کی ضرورت ہے، کون سے علاقوں میں بانی کا کیا مسئلہ ہے۔ اس طرح تو نہیں ہے کہ بس ایک MPA ہو گیا، اگر وہ وزیر ہے اُس کا ترازو سب سے بڑھکر ہے

اُس کا حصہ سب سے زیادہ ہے اُس کے بعد پھر MPA اور MPA کے اندر پھر کمزور MPA جو ہے اُس کا حصہ سب سے کم تر، یہ ہماری تقسیم ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! ہم ایک طرف سے تو یہ چیختے ہیں چلاتے ہیں کہ مرکز کی نالصافی اور مرکز کا یہ اور مرکز کی پسماندگی۔ جب ہم خود کرسی میں بیٹھ جاتے ہیں، کوئی وزیر بن جاتا ہے، تو وہ مرکز کو چھوڑ دو اُس کی آنکھیں بھی جناب اسپیکر صاحب! پھر وہ اُوپر کی طرف ہو جاتے ہیں۔ کم از کم ہمارے درمیان ایک انصاف ہونی چاہیے ہم جب ایک دوسرے کا خیال نہیں رکھیں گے تو مرکز سے ہمیں کیا گلہ ہے۔ تو میں یہی کہتا ہوں کہ میرا حلقہ کوئٹہ میں سب سے زیادہ متاثر ہے، راستے بند ہیں، کوئٹہ شہر کے نزدیک ہے۔ اور ابھی یہ بارشیں جو جاری ہیں میں ابھی بھی کہتا ہوں جناب اسپیکر صاحب آپ ابھی بھی گاڈی ہنہ کی طرف موڑ لیں آپ ابھی اس سے CM کا وہاں پر annexe ہے اُس سے آگے آپ نہیں جاسکتے ہیں۔ وہاں سے فون آرہے ہیں کہ ہمارے راستے دوبارہ بہہ گئے۔ ہم چھ مہینے میں جناب اسپیکر صاحب! NHA ہمارے لیے ایک پل نہیں بنا سکے۔ آج جو پنجرہ پل ہے بہہ گیا ہے جناب اسپیکر صاحب تھوڑی سی بارش ہو جاتی ہے سندھ، بلوچستان یہ سارا راستہ کٹ جاتا ہے۔ ایک صوبہ ہے جناب اسپیکر صاحب زمین کے اندر وسائل سے مالا مال ایک صوبہ ہے۔ اُس دن ہم جن وفاقی وزرا سے بات کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ پھر یہ بجلی آپ لے لیں، ہمارے منسٹر نے ایک اچھی بات کی اُس دن زمر خان نے اگر آپ ہمیں بجلی دے دیتے ہیں تو پھر آپ ہمیں ہماری گیس بھی دے دیں، آپ ہمیں ریکوڈک بھی دے دیں، ہمیں سینڈک بھی دے دیں۔ آپ ہمارے تمام وسائل ہمیں دے دیں، پھر ہم دیکھیں گے کہ ہم اپنی بجٹ بنا سکتے ہیں یا نہیں بنا سکتے ہیں۔ ہم تو چیختے ہیں چلاتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! میں کہتا ہوں کہ hours پر ہمارے منسٹر بیٹھا ہوا ہے اُن سے بھی ہماری یہی گزارش ہے کہ اگر یہاں پر جن لوگوں کو ملا ہے بہت سارے لوگ یہ شکایت کرتے ہیں کہ ہمیں بلڈوزر نہیں مل رہا ہے اُن کے پرچی جیب میں ہے سال گزر جاتا ہے وہ اُسی طرح گزر جاتا ہے۔ وہاں پر بھی سفارش چلتی ہے وہاں پر بھی جس کا ہاتھ جتنا مضبوط ہے اُس کو سب سے پہلے بلڈوزر مل جاتا ہے۔ پھر یہی ہے آپ نے دیکھا کہ جو ان عہدوں پر رہے ہیں، آپ پرانے منسٹروں کے علاقوں کا دورہ کریں ابھی تک، میں نام نہیں لیتا ہوں ایک جگہ ہم فاتحہ کے لیے گئے وہاں پر پرانے بلڈوزر کے تمام پرزہ پاٹ سارے پڑے ہوئے تھے۔ جو جہاں پہلے جاتا ہے وہ اُسی کی ہو جاتا ہے۔ پھر نہ department وہاں سے لے آتا ہے نہ وہاں سے department اُس کو واپس کرتا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ زمینداروں کا ہے جناب اسپیکر صاحب، یہ متاثرین کا ہے اور جو علاقہ زیادہ متاثر ہے اور جس زمیندار کا حق بنتا ہے، اُس کو اُسی طرح ملنا چاہیے۔ جناب اسپیکر صاحب! اسد بلوچ بیٹھا ہوا ہے ہمارے وزیر ہے اسی طرح ہوا جناب اسپیکر صاحب جو ہمارے بیچ آگئے ہم تو کہہ رہے تھے کہ خدا را یہ بجلی کے بل میں دیا جائے تاکہ بجلی کا، تو انہوں نے کہا کہ پیسے بہت آ رہا ہے اگر ہمیں بیچ مل جائے تو کیا فرق پڑتا ہے۔ لیکن بیچ کی تقسیم

میں بھی اسی طرح ہوا ہمارے منسٹر بیٹھا ہوا ہے، اس لیے آج میں اُن کے رُو برویہ کہنا چاہتا ہوں اُس کی تقسیم بھی اسی طرح ہوا۔ آپ خود دیکھ لیں list نکالیں کیسا علاقہ ہے جہاں پر لاکھوں بیج کے جناب اسپیکر صاحب! وہاں پر تھیلے گئے ہیں اور ایک ایسا علاقہ ہے جس کو اُس سے دس گنا زیادہ بڑھ کر ضرورت ہے وہاں پر اُن کی تقسیم جو ہے limit ہے بہت کم کم دیا گیا ہے۔ اور ہمارے کوئٹہ میں جو کچھ دیا گیا اس میں کچھ رہ گئے لوگوں نے یہاں سے لیے ہی نہیں۔ طریقہ کار تقسیم جو چیزیں ہمیں مل جاتا ہے آپس میں ہمارے coordination نہیں ہے ہم بیٹھے نہیں ہیں۔ اُس کے لیے ہمارے ساتھ بیٹھنا چاہیے تھا ہمارے منسٹر اسد بلوچ صاحب کو بیٹھنا چاہیے تھا زمینداروں کے ساتھ کہ بھئی کس علاقے کے لیے کتنی بیج کی ضرورت ہے تاکہ اُس کو اتنا حصہ ملنا چاہیے۔ یہ تو بھی اس کے لیے پانچ سو اس کے لیے دو سو اس کے لیے ایک ہزار۔ گھنٹوں میں بھی اسی طرح ہے جناب اسپیکر صاحب۔ اور پھر گھنٹوں کی استعمال میں بھی اسی طرح ہے۔ اور پھر بلڈ وزر ملنے میں بھی اسی طرح ہے یہ۔ اب جب ہم کہیں گے کہ یہ صوبہ یہ ملک ایک زرعی ملک ہے اور یہ صوبہ جو ہے اس کا 70% لوگوں کا ذریعہ معاش گلہ بانی ہے یا زمینداری ہے۔ پھر ہماری زمینداری کی position یہی ہے جناب اسپیکر صاحب! کہ چھ مہینے میں اتنے زیادہ نقصان کے باوجود کہ کھربوں روپیوں کے نقصان ہوئے۔ ایک تو مرکز سے کچھ ملا ہی نہیں ہے اور جو کچھ یہاں ملا، اُس کا ہم ایک گھنٹہ استعمال نہیں کر سکے، ہم ایک بند نہیں بنا سکے۔ ابھی ماشاء اللہ بارشیں ہو رہی ہے اور اگر ہم اپنے بندات باندھ دیتے آج بلوچستان کا خشک کا وہ بلوچستان کا گندم پورے علاقے اسی خشک کا وہ سے پورا ہوتا۔ ہمیں باہر سے میرے خیال میں کسی سے ضرورت نہیں تھی کہ ہم گندم کسی سے صوبے سے مانگوائیں۔ جس طرح حال ہی میں گندم تھوڑا short ہو گیا سنا کہ پنجاب نے ہماری گندم بند کر دی۔ تو جناب اسپیکر صاحب! ہماری گزارش ہے کہ یہ تمام چیزوں پر ہم منسٹروں سے یہی کہیں گے۔ کہ ایک دفعہ آپس میں coordination کرو اور پھر MAPs بھی آپ کا حصہ ہے اسی پارلیمنٹ کا حصہ ہیں، انہوں نے بھی ووٹ لیا ہے۔ جب ملازمتیں ہوتی ہے جناب اُن کی تقسیم بھی اسی طرح ہے۔ حال ہی میں جتنے لوگ لگے اُن کی لسٹیں نکالو جس نے جتنی ملازمتیں لگائے ہیں اُس کے اپنے حلقے کے ہونگے اُس کے اپنے لوگ ہونگے۔ اور آنے والے ملازمتیں میں بھی اسی طرح ہے اور اسی کی تقسیم بھی اسی طرح ہوگی۔ خالی جگہ، کوئٹہ ایک ایسا جگہ ہے جناب اسپیکر صاحب! آپ باہر سے سارے لوگوں کو لاؤ کوئٹہ میں attachment پر، ٹیچرز attachment پر ڈاکٹر attachment پر دوسرے attachment پر اپنے علاقے میں پوسٹیں خالی کرو پھر یہاں کی پوسٹیں جناب اسپیکر صاحب! اپنے علاقوں کو دے دو۔ ابھی گزشتہ دنوں یہاں پر ٹیچرز آئے تھے بیٹھے ہوئے تھے کہ ابھی میرے ساتھ ایک ریکارڈ ہے کہ ٹیچروں کے حوالے سے جو یہاں پر میرے خیال میں کالج ہیں، بلوچستان کے اندر 1 سو 50 یا کتنے کالج ہیں جناب اسپیکر صاحب! 20 کے قریب کوئٹہ میں ہیں۔ لیکن ٹیچروں کا 70% جو ہے کوئٹہ

میں اور 1 سو 30 کا لجز جو ہیں اندرون بلوچستان، اُن کو کون سنبھالے گا۔ اس طرح ہمارے BHUs اسی طرح ہے ڈاکٹر سب یہاں پر ڈیوٹی دینے چاہتے ہیں کوئی اپنے علاقہ نہیں جانا چاہتا۔ میں کہتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! کہ کوئٹہ کے ساتھ بھی کم از کم یہ نا انصافی بند کیا جائے اور یہ جو attaching پر آئے، چاہے ڈاکٹر آئے، چاہے انجینئر آئے، چاہے ٹیچر آئے، اُدھر ہی خدمت کرے۔ پھر بلوچستان ترقی کریں گا اسی طرح نہیں ہے جناب اسپیکر صاحب! کسی دوسرے حق مار کے دوسرے کے دے دو بولو کیونکہ آنے والے دنوں میں میں نے الیکشن لڑنا ہے میں نے اتنی نوکریاں رکھی اور دوبارہ میں جیت جاؤں گا۔ میرے خیال میں یہ نہ انصاف ہے نہ اسلام ہے نہ اس کی کوئی اجازت دیتا ہے۔ اور ہمارے جتنے منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں اُن سے میں یہی گزارش کروں گا کہ جنہوں نے جتنے لگائے ہیں، اُن کی لسٹیں اس اسمبلی جناب اسپیکر صاحب! آج آپ رولنگ دیدیں کہ جتنے منسٹروں نے جتنے لوگ لگائے ہیں، اُن کی لسٹیں آنی چاہئیں کہ یہ لوگ کون ہیں، district wise، آپ اس کو سوال سمجھیں میں یہ سوال بھی کر رہا ہوں آپ اس کو اگر میرے سارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں جس طرح ابھی یہ ریکارڈ آنا چاہیے اور آنے والے دنوں میں کم از کم کسی کے ساتھ نا انصافی نہ ہو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: ایک تو یہ ہے کہ جناب نصیر ملک صاحب نے جو باتیں کی ہیں۔ پہلے زمانے میں MPA حضرات جو ہوتے تھے اُن کو اپنی فنڈز سے hours لینے کے اختیارات تھے۔ ہائی کورٹ میں کوئی گیا وہاں petition لگائی تو ہائی کورٹ آف بلوچستان نے کہا کہ کوئی MPA اپنے فنڈ سے بلڈوز نہیں لے سکتے۔ first یہ clear ہونا چاہیے کیوں کہتے ہیں کہ کس کو کتنے دیے، کس کو کتنے دیے۔ چونکہ زمینداروں کو انتہائی ضرورت ہے ہمارے بلوچستان میں اُس کے بعد اختیارات CM کے پاس آگئے۔ ابھی CM وہاں سے فنڈز دے گا اور بجٹ میں بھی رکھے ہوئے ہیں۔ تو اُس کے بعد CM ہی تقسیم کریگا کہ کس کس MPA کو کتنا دینا ہے۔ ابھی حالیہ بارش کے بعد تین تین ہزار CM صاحب نے سارے بلوچستان کو ہر علاقے کے MPA کو دیا ہے، first یہ clear ہونا چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جہاں تک seeds کا تعلق ہے مرکز نے اپنے ہمیں کہا کہ ہم 16 ارب کا package دیں گے پتہ ہے ملک صاحب کو، پھر کہا 8 ارب، پھر 4 ارب، پھر ڈھائی ارب، ایک ٹیڈی بیسہ وہاں سے ہمیں نہیں ملا۔ دوسری بات یہ ہے ہر علاقے میں ہمارے agriculture کے officers موجود ہیں، جنہوں نے جتنے اپنے recommendation میں مانگے ہم نے اُن کو اتنا ہی دیا تو اس بات پر یہ نہیں کہ ہم MPAs کے ساتھ بیٹھ کر تقسیم کریں گے۔ وہاں جتنے نقصانات ہوئے ہیں، وہ ہمیں رپورٹ کریں گے، اُس کی recommendation پر ہم تقسیم کریں گے۔ مرکز سے ہمیں کچھ نہیں ملا یہاں جو کچھ اگر ملا اُس سے کافی بہتری آئی ہے۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی واحد صدیقی صاحب۔

جناب عبدالواحد صدیقی: جناب ڈپٹی اسپیکر صاحب! یہ بات تو ابھی چھڑی ہے، میں نے پرسوں یہ بات یہی رکھی تھی raise کیا تھا مجھے نہیں معلوم کہ پرسوں ہمارے منسٹر صاحب نے وعدہ بھی کیا تھا کہ کم از کم ایک quarter کی fuel دے سکتے ہیں تمام اضلاع کو تاکہ کام شروع ہو جائے۔ باقی جہاں تک تحقیق کی بات ہے یہ اگر beneficiary list مانگے تمام اضلاع سے تو میرے خیال میں ایک سال بھی گزر جائے گا beneficiary list نہیں آئے گا تو kindly emergency میں جو لوگ پھنسے ہوئے ہیں، جن لوگوں کے اس زمرے میں باغات خراب ہو چکے ہیں، گھنٹے ہمارے ساتھ پڑے ہوئے ہیں fuel نہیں ہمیں مل رہا ہے۔ تو اس دن اس نے وعدہ کیا تھا کہ ہم کم از کم میں ایک quarter کی fuel دے سکتے ہیں دے گئے تاکہ کام شروع ہو جائے۔ باقی اگر ministries کے درمیان اگر کوئی جنجال جھگڑا ہے وہ تو خود بیٹھ کر وہ مسئلہ حل کر لیں۔ کم از کم یہاں جو کچھ ہمیں ملتا نہیں ہے جب مل جاتا ہے اس سے ہمیں کوئی غریبوں کو کیوں خراب کر رہے ہیں۔ fuel دیدیں اس کے بجٹ میں ہوتا ہے، بجٹ میں اس کے لئے پیسے رکھے جاتے ہیں۔ اب وہ کہیں رہے ہیں کہ development یا non development ہے۔ جب بجٹ بنتا ہے تو سارے پیسے رکھے جاتے ہیں۔ اب آپ عوام کے گلے پر کیوں پاؤں رکھ رہے ہوں گھنٹے ملے ہیں اس کو چلانے کے لئے fuel کی ضرورت ہے۔ kindly اس سے کہہ دیں کہ کم از کم وہ fuel تو دیدیں تاکہ ہم اپنے گھنٹے چلا سکیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکر یہ عبدالواحد صدیقی صاحب۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: جناب اسپیکر! میں اس کی وضاحت کروں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی اسد صاحب۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: زمرک صاحب کہہ رہے تھے کہ department کی کوئی مسئلہ نہیں ہے، یہ ایک بندہ transfer کرنا چاہتا تھا۔ میں نے کہا گریڈ 18 کا بندہ دیدیں گریڈ 17 کا بندہ آپ دے دیں گے پھر وہ کورٹ میں جائے گا۔ یہ ولی نام کے 17 کے بندے کو لے جانا چاہتا تھا، پھر وہ بندہ جو most senior تھا سعید اس کا نام ہے، یہ سارے جانتے ہیں، جب اس کا transfer ہوا وہ کورٹ میں گیا، واپس آ کے وہ stay کیا، سیٹ پر بیٹھا۔ ابھی معاملہ یہاں آ کر رک گیا ہے کہ کیوں میرا بندہ stay ہو گیا ابھی میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ لیکن پورے بلوچستان کا تیل میں بند کروں گا۔ اصل معاملہ یہ ہے میرا اُسکے ساتھ کوئی وہ نہیں ہے میرا اگر روک سکتا ہے تو روک لیں باقی بلوچستان نے کیا گناہ کیا ہے۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی اصغر ترین صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: بات یہ ہے کہ معاملہ جو ہے وہ دونوں کا ہے۔ دو وزراء صاحبان کا ہے اس میں جو پسا جا رہا ہے وہ public ہے وہ بلوچستان کے عوام ہے ایک وزیر صاحب کہہ رہے ہیں جی میں پچھلے جو سیشن تھا جو پچھلا اجلاس اُس نے کہا ”کہ میں quarter تو کم از کم آپ کے لئے گھنٹے میں provide کر دوں گا“۔ ابھی وہ منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ آپ کو میں list مانگوں گا DC صاحب سے۔ اس میں DC صاحب کا ذکر کہاں سے آ گیا۔ اس میں simple یہ ہے کہ آپ نے DC کو گھنٹے دینے ہیں۔ انہوں نے آپ سے list مانگی ہے، تجاویز مانگی ہے۔ اُس پر آپ نے وہ implement کرنا ہے۔ اب یہ delay tactics ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! بات تو یہ ہے کچھ باتیں صاف کرنی چاہیے 17 گریڈ۔ 18 گریڈ۔ کسی بھی department میں کوئی department یہ ظاہر کر سکتا ہے کہ میرے department میں اور جو آفسران تعینات ہوئے ہیں وہ گریڈ کے مطابق ہوئے ہیں؟ میں یہاں کھڑا ہو کر کہتا ہوں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر اسد صاحب کہہ رہے ہیں تو بھی سوال پیدا نہیں ہوتا اگر یہاں زمرک صاحب کہتا ہے سوال پیدا نہیں ہوتا اگر میں بھی کہوں تو بھی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ تو لہذا بات یہ ہے جناب اسپیکر صاحب! یہ چیزیں چلتی رہتی ہے یہ سیاست میں وزارت میں ایم پی اے شپ میں یہ چلتی رہتی ہے ہمارے بھی لوگوں کے پاس فائلیں جاتی ہیں وہ discuss لکھتے ہیں پھر اُس پر فلانا لکھتے ہیں کہ بھی progress report پیش کرو۔ delay tactics ہے۔ ہم نے گلہ نہیں کیا چلو آج آپ کا دن ہے ہم برداشت کر لیں گے کل ہمارا دن آجائے گا پھر آپ برداشت کر لیں۔ لیکن نقصان کس کا ہو رہا ہے؟ نقصان عوام کا ہو رہا ہے ذلیل کون ہو رہا ہے؟ عوام ہو رہے ہیں پریشان کون ہو رہا ہے؟ عوام ہو رہے ہیں۔ تو کم از کم جناب اسپیکر صاحب ان زیادتی معاملات میں جو ہے نہ ایک عوامی جو مسئلہ ہے جو ایک بڑا دیرینہ مسئلہ ہے بڑا خطرناک مسئلہ ہے آپ کو پتہ نہیں اسپیکر صاحب! پچھلی بارش ہوئی ہیں۔ ہم نے باہر سے اپنے پیسوں سے ٹریکٹر hire کئے ہیں excavator اپنے پیسوں سے hire کیے ہیں dozer ڈی سی کونٹینر کر کے dozer میں ڈیزل ہم نے ڈلوائے ہیں۔ اب جناب اسپیکر صاحب ایک چیز approval ہو چکی ہے تین، تین ہزار گھنٹے۔ اگر زمرک صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں۔ انجینئر صاحب آپ دل بڑا کریں، آپ ایک ہزار گھنٹے میں دے دیں۔ آپ پانچ سو گھنٹے ہمیں دے دیں آپ 800 گھنٹے ہمیں دے دیں، جو کوئی تھوڑا بہت ہے کم از کم کام تو شروع ہو جائیں۔ اگر ڈیپارٹمنٹ لڑائی میں ہے عوام نے پسنا ہے اور ہم نے گالیاں کھانی ہیں یہ تو پھر مناسب تو نہیں ہے۔ کس کا نقصان ہوا ہے جناب اسپیکر صاحب جو پچھلا سیلاب آیا؟ زمیندار کا نقصان ہوا ہے اور کس نے مدد کی ہے؟ کیا صوبائی حکومت نے مدد کی؟ نہیں۔ کیا وفاقی حکومت نے مدد کی؟ نہیں۔ کس نے مدد کی ہے؟ لاکھوں کروڑوں اربوں کا نقصان ہوا ہے

جناب اسپیکر صاحب! لیکن کوئی پرساں حال نہیں ہے یہاں پر بیٹھ کر تقریر کرنا گلے شکوے کرنا آسان ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! ریگولیشن یہ ہے کہ زمرک صاحب سے بھی ریگولیشن ہے اسد صاحب سے بھی ریگولیشن ہے دونوں ماشاء اللہ سینئر ساتھی ہے بڑے منجھے ہوئے کھلاڑی ہے سیاست کے وہ پرانے وقت سیاست کے ساتھ ان کا بہت پرانا تجربہ رہا ہے گزارش یہ ہے اگر 3000 گھنٹے نہیں ہو سکتے ہیں 2000 گھنٹے دے دیں ہمیں، دو نہیں ہو سکتے تو ایک ہزار گھنٹے دے آپ beneficiary کی لسٹ منگوائیں کہ ڈی سی صاحب سے وہ آپ کو ایک سال بھی نہیں ملے گی اس کا مطلب ہے انجینئر صاحب آپ نے نہیں دینا simple ہے تین، تین ہزار گھنٹے کے بجائے جو بھی آپ کے ساتھ گنجائش ہے finance کے پاس وہ گھنٹہ ڈی سی کو دے دیں آگے اس کو ضرورت کے مطابق وہ خرچ کرے گا۔ ہم اُن کو لسٹ دے دیں گے کے بھائی اس کو اتنی دے دو اس کو اتنی دے دو، تاکہ کام چل پڑے۔ جو زمیندار احضرات ہیں، دیکھئے جناب اسپیکر صاحب! اُن کا احساس کرنا چاہیے جو اُس میدان میں لڑ رہے ہیں جو ابھی یہ بارش آندھی طوفان زمینداری خراب ہو رہی ہے ہمیں اُن کا احساس کرنی چاہیے۔ ہماری ذاتی جنگ چلتی رہے گی مجھے نوکریاں نہیں ملی مجھے فنڈ نہیں ملا میرا آفیسر نہیں لگا، یہ گلے تو آپ ہم سے بھی کر سکتے ہیں ہمارے آپ سے بھی اگلے ہیں۔ اگر ہم اگلے گونا گونا شروع کریں تو خدا کی قسم صبح تک ہمارے گلے ختم نہیں ہونگے۔ لیکن ایک عوامی نوعیت کا مسئلہ ہے جناب اسپیکر صاحب! سنجیدگی سے اس کو حل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ اصغر علی ترین صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: وزیر خزانہ کی ہم شکر یہ ادا کریں گے، ان کی مہربانی کریں گے، کچھ نہ کچھ دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی وزیر خزانہ صاحب کوئی اعلان کر دے کتنے کتنے گھنٹے جو ہیں۔

جناب اصغر علی ترین: ان کو ہم request کریں گے کچھ نہ کچھ تو دے دے سر۔

وزیر محکمہ خزانہ: میں جناب اسپیکر صاحب! پہلے یہ وضاحت کر دوں میرے ٹرانسفر پوسٹنگ پر کوئی اعتراض نہیں ہے، نہ میرا وہ مسئلہ ہے، ٹھیک ہے کرتے ہیں کر لیں، نہیں کرتے نہ کریں۔ یہ میں اگر میں اُس تفصیل میں جاؤں ایک پارٹی سے کہتا ہے آ جاؤ، دوسرے پارٹی کو کہتا ہے جاؤ stay لے لو۔ مجھے سب پتہ ہے۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میرے ڈسٹرکٹ میں اگر کام نہیں ہوا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں تو بہت سے ڈسٹرکٹ میں یہ کام نہیں ہوا ہے۔ کل آپ کے سامنے میں letter پیش کروں گا، میں غلط کام نہیں کروں گا۔ جو بھی beneficiaries ہیں، اُس کی verification میں ڈی سی اور تحصیلدار سے منگواؤں گا، وہ ہوا تھا تو میں ریلیز کر دوں گا، نہیں تو میں نہیں کروں گا۔

ہاں بالکل۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: یہ کیا آپ کا ذاتی فنڈ ہے؟

وزیر محکمہ خزانہ: میری ذاتی فنڈ نہیں ہے، میں تو یہ کر سکتا ہوں، کرپشن ہو رہا ہے، کرپشن کو تو روک سکتا ہوں۔۔۔ (مداخلت۔۔۔ بغیر مائیک میں اسد اللہ بلوچ صاحب بولے)۔۔۔ جتنا آپ نے کیا ہے آپ سے زیادہ، آپ نے، ابھی ولی اور آپ نے ولی۔ (مداخلت۔۔۔ بغیر مائیک میں اسد اللہ بلوچ صاحب بولے)۔۔۔ آپ personal نہ ہو جائیں۔ آپ اپنی طریقے سے بات کریں آپ ہمارے بڑے ہومیں نے پہلے بھی کہا ہے۔ (مداخلت۔۔۔ بغیر مائیک میں اسد اللہ بلوچ صاحب بولے) نہیں آپ اور اُسکی بات۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: order in the House میرے خیال سے رمضان کا مبارک مہینہ ہے۔  
وزیر محکمہ خزانہ: فضول بات کرتے ہو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: رمضان کا۔۔۔ (مداخلت۔۔۔ بغیر مائیک میں انجینئر زمرک صاحب اور اسد اللہ بلوچ صاحب آپس میں بولے)۔

وزیر محکمہ خزانہ: یہ تو ضروری نہیں کہ کوئی غلط کام کرے، کوئی دھندہ کرے میں اُس پر sign کر لوں۔۔۔ (معزز اراکین مسلسل بغیر مائیک کے بولتے رہے)۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: غلط کام کیا ہے، ہمارے منہ کو نہیں کھولو۔ رمضان ہے، رمضان کا پہلا مہینہ ہے، بیٹھ جائے بہتر ہے۔

وزیر محکمہ خزانہ: آپ بیٹھ جائیں مجھے کیوں کہہ رہے ہو کہ میں بیٹھ جاؤں۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: آپ غلط بات کر رہے ہیں۔

وزیر محکمہ خزانہ: آپ آرام سے بات کریں، کیا آپ جو کرنا چاہتے ہیں کر لیں۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: آپ کے ذاتی پیسے نہیں ہیں۔ یہ آپ کے ذاتی پیسے ہیں؟۔ آپ کے ذاتی نہیں ہیں یہ۔

وزیر محکمہ خزانہ: جب میں بیٹھا ہوں تو میرا ذاتی ہیں۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: آپ کے ذاتی نہیں ہیں یہ۔

وزیر محکمہ خزانہ: نہیں ہیں، میرا ذاتی ہیں۔ آپ کرو، آپ چلو آپ کرو۔ آپ کر سکتے ہو تو کرو۔ سارا گھیلے ہو رہے ہیں میرے ڈسٹرکٹ میں ایک گھنٹہ نہیں چلا ہے تو کیا میں اس کا حق نہیں رکھتا ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب اس کو خاموش کر لیں۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: نہیں چلا ہے تو ذمہ دار آپ تو ہیں نا، چلاؤ اسکو ناں۔

وزیر محکمہ خزانہ: کیا چلاؤ؟

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: اپنے ڈوز رجسٹر کو آپ نے لیا ہے۔

وزیر محکمہ خزانہ: آپ نے بندہ بٹھایا ہوا ہے وہ فون ہی نہیں اٹھاتا ہے۔ وہ ہماری بات سنتا ہی نہیں ہے۔ بجٹ پاس ہو جاتا ہے بجٹ چلا جاتا ہے ہمیں پتہ ہی نہیں چلتا ہے۔ (مداخلت۔ شور)۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ دونوں تشریف رکھیں میرے خیال سے رمضان کے پہلے دن ہی کوئی اچھا میسج نہیں جا رہا۔

وزیر محکمہ خزانہ: ہمیں بجٹ کا پتہ ہی نہیں چلتا ہے۔ اتنا حق تو finance ڈیپارٹمنٹ رکھتا ہے کہ آپ کو ایک ارب

روپے دے رہا ہے وہ ایک ارب روپے کہاں پر خرچ ہو رہے ہیں؟ اُس beneficiaries list provide کر دو۔ اُن کی verification تو ہونی چاہیے۔ اگر آپ اُن کی verification نہیں دیتے ہو۔ اگر آپ کہتے ہو آپ کا پوسٹنگ ٹرانسفر نہ کرو، جتنا ٹرانسفر آپ کر سکتے ہو کر لومیری طرف سے آپ کو اجازت ہے قلعہ عبداللہ میں۔ قلعہ عبداللہ بھی آپ رکھ لو، پہلے بھی رکھا تھا بھی رکھ لو۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: verification کی جو آپ بات کر رہے ہیں آپ پورے یہاں جتنے یہاں بیٹھے

ہوئے ہیں اس ہال میں جتنے بھی لوگ بیٹھے ہیں، آپ beneficiary کی جب آپ بات کرتے ہیں وہاں سے کہاں سے آپ کو یہ finance ملا اور لوگوں کو تنگ کرنا شروع کیا آپ نے۔

وزیر محکمہ خزانہ: آپ کو کہاں سے agriculture ملا۔ آپ نے اپنے پارٹی کا تباہی کر دیا۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: میرے پارٹی کو چھوڑیں آپ جام regime کے ساتھ چالیس کروڑ روپے چندہ

کر کے اس گورنمنٹ کو آپ رکھنا چاہتے تھے، آپ چندہ کر کے اس گورنمنٹ کے خلاف، آپ تو اُس side پر بیٹھے ہوئے تھے یہاں کہاں آئے ہیں آپ مراعات لے کے آگئے۔ قربانی کے ٹائم پر آپ کدھر تھے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وقفہ سوالات۔ سید عزیز اللہ آغا صاحب آپ اپنا سوال نمبر 597 دریافت فرمائیں۔

سید عزیز اللہ آغا: میرے خیال میں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی منسٹر نے چھٹی کی درخواست بھیجی ہے اور داخلہ اور پی ڈی ایم اے جو ہے میرضیاء اللہ لانگو کے ساتھ ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب والا! یہ ہمارے سوالات ہیں، کہاں سے کہاں تھے پھر defer ہوتے ہیں یہ کیا طریقہ کار ہے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ کا نام سید عزیز اللہ آغا نہیں ہے آپ کا نام نصر اللہ خان زیرے ہے، آپ تشریف رکھیں۔

آپ تشریف رکھیں آپ کا نام نصر اللہ خان زیرے ہے۔ روزہ میرے خیال سے جو ہے۔۔۔

سید عزیز اللہ آغا: جناب اسپیکر! چلو اسی بہانے مجھے بات کرنے کا موقع تو مل گیا۔ جناب اسپیکر! آئے روز

سوالات کا defer ہونا، مؤخر ہونا، سوالات کے جوابات کے نہ آنا، میرے خیال میں بہت بڑا المیہ ہے۔ اگر اسکے لیے کوئی سنجیدگی سے بات کی جائے، سنجیدگی سے اس پر غور کیا جائے۔ اب لوگ ہمارے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ جی ہماری ضروریات ہیں، ہمارے وسائل ہیں، مسائل ہیں، اُنکا کیا بنا؟ تو پھر ہم کہتے ہیں کہ جی سوالات پڑے ہوئے ہیں، منسٹر آئیں گے، ہم اُن سے پوچھیں گے، وہ reply کریں گے، پھر ہم آپ کو مطمئن کریں گے۔ اب نہ تو منسٹر موجود ہے اور نہ سوالوں کے جوابات آرہے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ویسے جب وزیر داخلہ صاحب ہوتے ہیں تو وہ جوابات دیتے ہیں۔ میرے خیال سے صوبہ سے باہر ہیں وہ آجائیں گے ان سوالات کو جو ہے defer کرتے ہیں اگلے سیشن کے لیے۔

سید عزیز اللہ آغا: سنا ہے کہ پاکستان میں نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ہاں تو میرے خیال سے۔ ابھی جو ہے ریکی صاحب یہ بول رہے ہیں۔ وقفہ سوالات کو جو ہے defer کیا جاتا ہے۔ میر محمد عارف حسنی صاحب! آپ اپنے توجہ دلاؤ نوٹس کے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

میر محمد عارف محمد حسنی: نصیب اللہ خان مری کو بلو میں ہیں وہ نہیں ہیں یہاں پر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: چلو وہ بھی ہم defer کرتے ہیں۔ رخصت کی درخواستوں کی طرف سے سیکرٹری صاحب! آجائیں۔ سیکرٹری صاحب رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): میر نصیب اللہ خان مری صاحب، جناب عبدالرشید صاحب، میر ضیاء لانگو صاحب، جناب خلیل جارج صاحب اور محترمہ زینت شاہوانی صاحبہ آج کی نشست کیلئے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصتیں منظور کی جائیں؟ رخصتیں منظور ہوںیں۔

سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ایک قرارداد رہی ہے مینگل صاحب۔ جی آپ بات کریں پوائنٹ آف آرڈر پر۔

میر محمد اکبر مینگل: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! میں آپ کی اور اس معزز ایوان کی توجہ ضلع خضدار کی طرف دلانا

چاہوں گا کہ وہاں تقریباً دو ہفتے سے، پانچ نوجوانوں کو اٹھایا گیا ہے، تو CTD کی جانب سے اس سے پہلے بھی CTD کی

کارروائیوں پر یہاں ہمارے معزز ممبران نے تشویش کا اظہار کیا ہے۔ ایک دفعہ پھر کارروائی میں تیزی آگئی ہے۔ یہاں

ہمارے دوستوں نے، ایک قرارداد ثناء بلوچ صاحب نے پیش کی تھی مصالحت کی مفاہمت کی لیکن میرے خیال میں اس ملک میں یا اس صوبے میں نہ مصالحت کی گنجائش ہے نہ مفاہمت کی۔ اور ہمارے نوجوان غیر محفوظ ہیں غیر یقینی صورتحال ہے CTD کے ہاتھوں لاپتہ ہوتے ہیں اب نوجوانوں کے ساتھ ساتھ ہماری خواتین بھی محفوظ نہیں ہیں۔ ماہل بلوچ کا ذکر کرنا چاہوگا۔ جس کے مسئلے کو خواجواہ پیچیدہ بنایا جا رہا ہے۔ اور اُس کو رہائی دلوانی تھی یا عدالت میں پیش کرنا تھا اُس میں تاخیر کی جا رہی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں جیسا کہ خضدار سے محمد آصف ولد عبداللہ، خالد احمد ولد محمد حسن، محمد اقبال ولد شکر اللہ، شہزاد احمد ولد علی اکبر، عنایت اللہ ولد سکندر۔ یہ وہ پانچ نوجوان ہیں جو پچھلے دو ہفتے سے خضدار شہر سے اٹھائے گئے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کم از کم صوبے میں امن وامان کی صورتحال جان بوجھ کر خراب کیا جا رہا ہے۔ غیر یقینی کی صورتحال پیدا کی جا رہی ہے۔ اور لوگ پولیٹیکل ایکٹیویسٹ ہیں، جو طالب علم ہیں، جو خواتین ہیں وہ غیر محفوظ ہیں۔ اور آج ہماری چادر اور چادر یواری بھی محفوظ نہیں رہی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس پر مینگل صاحب! میرے خیال سے آئی جی صاحب کو بلا لیتے ہیں اُن کے ساتھ نشست کر کے تفصیلی بات کر لیتے ہیں۔

جناب محمد اکبر مینگل: تو یہ بہت بہتر ہے۔ اگر یہ ہو جائے بڑی اچھی بات ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرا سد بلوچ نے بھی یہی کہا آپ بھی یہی کہہ رہے ہیں تو سوموار والے دن آئی جی بلوچستان کو اسمبلی بلاتے ہیں اس پر تفصیلی بات کرتے ہیں۔ اجلاس سے تقریباً گھنٹہ آدھا گھنٹہ پہلے اُنکو بلا لیں گے دو بجے۔

میر محمد اکبر بلوچ: thank you جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ثناء بلوچ صاحب آپ اپنی قرارداد 163 پیش کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکر یہ جناب اسپیکر صاحب! سر میں اپنی قرارداد سے پہلے ایک پوائنٹ آف آرڈر پیش کرنا چاہ رہا تھا، اگر آپ کی اجازت ہو۔ تو پوائنٹ آف آرڈر پر دو منٹ بات کر کے ایک منٹ بات کر کے پھر قرارداد۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بات کریں اُس کے بعد پھر قرارداد پر۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! میں دو ہفتے ملک میں نہیں تھا سوشل میڈیا پر ہمارے جتنے بھی اساتذہ صاحبان ہیں یا اُن کی یونین ہے۔ ہمارے لئے سب قابل احترام ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا جب یہ حکومت بنی، اب تو جھگڑا کوئی اور چل رہا ہے منسٹر صاحبان کے آپس میں گوکہ وہ انکا اپنا ایک میکزم ہے۔ وہ کیبنٹ میں بیٹھ کہ اپنے مسائل پر بات چیت کر سکتے ہیں۔ یہ پراپر فورم نہیں ہے جس میں اُن کے اپنے چیلنجز ہیں، منسٹریل، فنانشل چیلنجز ہیں، میرے خیال میں اس

طرح وہ مناسب نہیں تھا۔ اسی لئے میرے خیال میں آپ دیکھ رہے ہیں صوبے میں overall کارکردگی بہت متاثر ہوئی ہے، کسی بھی محکمے میں کسی بھی شعبے میں کسی بھی منسٹری میں دیکھ لیں، آپ کو کم از کم بہتری پہلے ڈیڑھ سال میں نظر نہیں آئے گی۔ اب گلہ شکوہ بعد میں کریں گے۔ سر! ابھی جو میں دیکھ رہا تھا کہ سوشل میڈیا پر جتنی بھی اساتذہ یونینز ہیں، کچھ نوجوانوں نے اور اسمبلی کی وقعت اور حیثیت اسی لئے ختم ہو گئی ہے کہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ملازمتیں ہکتی ہیں۔ فنڈز جاری ہوتے ہیں وہ ایم پی ایز اور ایم این ایز کی شاید جیبوں میں جاتے ہیں۔ کوئی سمجھ رہا ہوگا کہ شاید تین ہزار گھنٹے شاید ثناء بلوچ صاحب نے بھی کھا لیئے۔ یا کسی اور نے کھا لیئے ہیں لہذا وہ ہمارے علاقے میں جو ہیں ان پر کام نہیں ہو رہا ہے۔ لیکن اب شاید اچھی بات ہے۔ کم از کم آج کی اس ڈسکشن کے بعد ہر ضلع میں ہرز میندار کو ہر غریب علاقہ دار کو یہ تو معلوم ہو جائے گا کہ جھگڑے کی اصل بنیاد کیا ہے۔ ہم تو بتاتے بتاتے اُس حد تک گئے تھے لیکن اب سمجھ آ جائے گا سب کو۔

(اس مرحلہ میں میڈم بانو خلیل صاحبہ، چیئر پرسن نے اجلاس کی صدارت کی)

welcome میڈم چیئر پرسن صاحبہ۔ چیئر پرسن صاحبہ! میں بات کر رہا تھا کہ سردار بہادر خان یونیورسٹی کے توسط سے بلوچستان میں کوئی 9 ہزار کے قریب اساتذہ کی جو خالی اسامیاں ہیں انکو پُر کرنے کے لئے درخواستیں طلب کی گئی ہیں۔ اور آپ کو یاد ہوگا گزشتہ چار ساڑھے چار سال سے بلوچستان میں اساتذہ کی کمی کے مسئلے کو ہمیشہ سب سے زیادہ ہم نے ہی اُجاگر کیا ہے۔ ہم اس پر قراردادیں لائے کچھلی حکومت کے ساتھ جھگڑے بھی کئے ہیں۔ افسوس کی بات ہے کہ ساڑھے چار سال میں اس پروسس کو کمپلیٹ ہونا چاہئے تھا۔ لیکن ابھی پانچ چھ مہینے رہ گئے ہیں۔ لیکن ابھی دو بارہ اس پروسس کو، جو بھی عمل ہے جس پر ہم چاہتے ہیں کہ بلوچستان میں پانچ ہزار کے قریب خالی سکول ہیں۔ ان میں اساتذہ کی تعیناتیوں، اُس کو دوبارہ جو politicise کیا جا رہا ہے۔ اس کو controversial کیا جا رہا ہے۔ اس کے حوالے سے باہر جو ہے پریس کانفرنس کی جا رہی ہیں۔ جب ہم اسمبلی اور ہم اراکین اسمبلی یا کینبٹ یا دوسری جگہوں پر یا ان جگہوں پر ان مسئلوں کو resolve نہیں کریں گے پھر کورٹ ایسے معاملات میں مداخلت کر لیتا ہے۔ اور پھر ہم یہ کہتے ہیں کہ جی اب ہمارے انتظامی معاملات میں عدلیہ نے کیوں مداخلت کی ہے۔ تو یہ موقع ہم خود شاید دے دیتے ہیں انہیں اس طرح کی behaviour کی وجہ سے approach کی وجہ سے جس کی وجہ سے عدالت کو یہ اختیار حاصل ہو جاتا ہے۔ اب اس میں کمی بیشی بیٹیک ہوگی۔ میں اس بات پر agree کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے کہا تھا کہ اسلام آباد چار سو روپے TCS کرنے کی کیا ضرورت ہے جب آپ نے آن لائن فارم کا ایک نظام متعارف کروایا ہے۔ چار سو روپے ایک عام گھرانے کے لئے بہت بڑی چیز ہے۔ روزے کے مہینے میں خدا جانتا ہے کتنی جگہوں سے ہمیں میسجز، فون آتے ہیں کہتا ہے ”ہم نے پہلے دن گوشت تو کیا شاید 30 دن تک شاید ہمیں گوشت نصیب نہ ہو“۔ لوگوں کو کھانے کے لئے دال نصیب نہیں ہو رہی

ہے۔ تو چار سو روپے TCS کروا کے ضروری کیوں تھا کہ بچوں سے یہ لیا جاتا ہے۔ یا جو امیدوار ہیں انکی درخواستیں اسلام آباد بھیج دیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب آن لائن فارمنگ ہے۔ اُس میں بھی یہ کیلکولیشن ہونی چاہئے تھی کہ یہ 9 سو روپے 12 سو روپے، 14 سو روپے، 3 سو روپے ہیں، تو یہ تمام چیزیں، میرے خیال میں شاید محکمہ نے اسکو critically discuss کیا ہوگا۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ جتنی تشویش کی باتیں سامنے آرہی ہیں۔ منسٹر صاحب یہاں نہیں کو بلو گئے ہیں۔ میری اُن سے گزارش ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ یہ process مکمل ہو۔ ہم سے، اگر عوام کے حوالے سے یہاں حلف بھی کوئی لینا چاہتا ہے لے لے۔ کہ خدا جانتا ہے کہ تعلیم کے حوالے سے ہم نے ہمیشہ یہ کہا ہے کہ میرٹ ہو۔ ہم یہ حلفیہ طور پر کہنے کے لئے تیار ہیں کہ تعلیم کے شعبے میں کسی سے کوئی ایک روپیہ پائی کی نہ ملازمت یکنی چاہئے، نہ پکے۔ یہ روزہ ہے آج جمعہ کا دن ہے سب کو بلا کر ادھر قسم دے دینی چاہئے تھی۔ عوام کا اعتماد سیاستدانوں اور وزراء سے اُٹھ گیا ہے۔ عوام کا اعتماد حکومت سے اُٹھ گیا ہے، عوام کا اعتماد آن لائن فارم جمع کرنے سے اُٹھ گیا ہے، عوام کا اعتماد کسی بھی محکمہ میں کوئی بھی کام شروع کرنے سے لے لیں۔ عوام کہتا ہے جی یہ شاید انکے اپنے مقصد کے لئے ہیں۔ لیکن اندر کی بات آپ کے سامنے ہے۔ ڈیڑھ دو سال ہو گئے وہ شام لال شریف آدمی ہے، ابھی اُٹھ کر کے چلا گیا، اس حکومت میں شامل ہوئے جتنے بھی فنڈ اور اسکیمات ڈال دی گئی ہیں لوگ یہ سمجھتے ہیں، اربوں روپے پی ایس ڈی پی میں ریفلیکٹ ہوئے ہیں یہ ایم پی اے اور ایم این اے کی جیب میں چلے گئے ہیں۔ ابھی تک پچاس پچاس لاکھ روپے، پچاس کروڑ روپے کی اسکیم کے لئے ضلعوں میں ریلیز نہیں ہو پاتے۔ مجھے اس بات کا بھی اندازہ ہے، زمرک صاحب نے کل پرسوں اچھی باتیں کی تھیں کہ بلوچستان کا فنانشل جو اسکا strength ہے۔ اُس کی جو صحت ہے، وہ اتنی بد حال ہے کہ وہ شاید آنے والے دنوں وہ اپنی نحواہیں برداشت نہ کر سکتے۔ بلوچستان ڈیفالٹ میں بھی چلا گیا ہے، بلوچستان ڈیڈھ سوارب روپے کا مقروض بھی ہے، بلوچستان میں اس وقت سب سے مشکل حالات پیدا ہوتے جا رہے ہیں۔ بلوچستان کے اندر سرحدوں پر نحوامخواہ کی سختیاں کی جا رہی ہیں۔ چھوٹے موٹے کاروبار میں لوگ بیچارہ گاڑیوں میں کوئی کھا دڈالتا ہے، کوئی چینی ڈالتا ہے، مجبوری ہے، اگر آپ یہ کام بھی بند کروادیں، لوگوں سے میں کہوں گا کہ لوگ ایک دوسرے کا گوشت نوچیں گے، ایک دوسرے کا خون پیئیں گے۔ ہم چھوٹے موٹے کاروباروں پر بھی سارے ڈسٹرکٹس میں سیاست کی نذر ہو جاتا ہے۔ ہمارے سامنے بہت ایسے کام ہیں جو شاید قانونی نہ ہوں۔ زمیناد کے حوالے سے جب ہم لوگوں کو سپورٹ کیا تھا، آئیڈیا یہی تھا کہ بلوچستان کے اندر flexible government ہونی چاہیے۔ یہ ان کے جو چیلنجز ہیں آپس کے منسٹر صاحبان کے فنانشل ہیں، ٹیکنیکل ہیں، ایڈمنسٹریٹو ہیں، ٹرانسفرز ہیں، پوسٹنگز ہیں، پانٹمنٹس ہیں، شاہ صاحب بیٹھے ہیں ہمارے مہربان ہیں وہ کافی عرصہ کے بعد آئے ہیں۔ آپ جائیں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں دو سالوں سے پوسٹوں کی انٹریوز ہوئے ہیں جو نکل نہیں رہے ہیں۔

لوکل گورنمنٹ کا یہی حال ہے۔ اپنا ایریلییشن میں یہی حال ہے۔ کسی نے کورٹ میں stay لے لیا ہے۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ میں زمرک صاحب بیٹھے ہیں میرے بھائی ہیں، اُن سے پوچھ لیں کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ میں ہر ڈسٹرکٹ میں کوئی سات یا آٹھ، جب اُن کو کام کے لئے کہتے ہیں، پھر وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس اسٹاف نہیں ہے۔ کاغذات لوگوں نے جمع کئے ہیں۔ ایک ایک سال، ایک ایک ہزار روپے جمع کرتے ہیں، ایک سال سے وہاں اُنکے انٹریوز نہیں ہو رہے ہیں۔ تو یہ پتہ نہیں میرے خیال میں تمام منسٹر صاحبان کو، وہ حکومت ہیں، ہمارا تو کونسل کے کاروبار میں ہمارا منہ کالا ہو گیا۔ اس حکومت کو ہم لوگوں کی ایک سافٹ، اسمین کوئی شک نہیں ہے کہ سابقہ حکومت نے گلہ دبا دیا تھا ہم سب کا۔ ہم نے کہا یار اُس سے جان خلاصی ہو جائیگی ادھر کوئی تھوڑی سی شاید بہتری ہوگی۔ کم از کم ہم حکومت کا حصہ نہیں ہیں۔ لیکن ہماری دو چار شاید اچھی باتیں، یا تجاویز پر یہ دوست عملدرآمد کرالینگے۔ افسوس کی بات ہے۔ اُس کا بھی کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ ساری جگہوں پر کسی بھی دوست کو دیکھ لیں۔ وہ تو ہم نے اپنا منہ کالا کر دیا کونسل کے کاروبار میں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اور ہم نے عوام کی خاطر کیا۔ خدا واحد شاہد ہے۔ ہم جب تقریریں کرتے تھے، لوگ ہمیں کہتے تھے کہ جی یہ بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں، علاقے میں پینے کا پانی تک نہیں ہے، سڑکیں نہیں ہیں، سکول میں اساتذہ نہیں ہیں۔ ملازمتیں نہیں ہیں، تو ہم نے سمجھا کہ یار شاید، بس ٹھیک ہے بھائی! جھنڈا آپ کا، ڈنڈا آپ کا، پیٹرول آپ کا، ٹی اے اڈی اے آپ کا، باقی جتنی بھی منافع بخش چیزیں ہیں وہ سب آپ کی ہیں، ہم نے بیٹھ کر صرف اس لئے آپ لوگوں کو دکھ دیا ہے کہ یار اُس ظالم سے ہماری جان چھوڑائیں جس نے تین سال تک بلوچستان کو کر بلا بنا دیا تھا۔ تو ادھر آ کے پھر پتہ چلا کہ ادھر تو ابھی تک بھائی ادھر لڑائیاں جاری ہیں۔ ادھر تو ابھی تک جو اختیارات کی جنگ میں ایک دوسرے کو روک رہے ہیں۔ البتہ ہماری یہ ریکویسٹ ہے، ان تمام دوستوں سے جو اس وقت حکومت میں ہیں خدارا! اندرون خانہ بیٹھ کر اپنے مسائل حل کریں۔ اپنی ایک نظر دوہرائیں حلقے سے ہٹ کر بھی آپ وزیر ہیں۔ آپ کو ہر ڈسٹرکٹ میں جانا چاہیے۔ پوچھنا چاہیے کہ وہاں مسائل کیا ہیں۔ کم از کم آپ لوگوں کو یہ چیزیں ہونی چاہئیں تھیں۔ ایک ذمہ دار حکومت کی ذمہ داری یہ ہے، کہ وہ اپنے حلقے کا وزیر نہیں ہوتا ہے۔ وہ پورے بلوچستان کا وزیر ہوتا ہے۔ ہم آپ کو دال، چاول یا روٹی کھلا سکتے تھے۔ اگر آپ لوگ آجاتے کہ ایک زراعت کے کیا مسائل ہیں، صنعت کے کیا مسائل ہیں۔ میں میڈم چیئر پرسن صاحبہ! very much thank you میرا یہی تھا کہ جو ایجوکیشن کے حوالے سے جو معاملات ہیں، جو تشویش کی لہر دوڑی ہے، اُس کو آپ تکلیف کر کے چھوٹی سی رولنگ دے دیں کہ سوموار کو اگر کونسلر صاحب نہیں ہیں، سیکرٹری ایجوکیشن، concerned جو ادارہ جس کو اسکی یہ ملازمتوں میں یہ دیا گیا ہے، وہ ہیں، یہ سب آئیں، جو transparency ہے وہ چیزیں صوبائی اسمبلی کے سامنے رکھ دی جائے۔ ہم عوام کے سامنے رکھ دیں گے، کہ اسمیں خدا واحد شاہد ہے، یہ رمضان سے اور جمعہ کا دن ہے، وہ

جانیں محکمہ جانے، ہمیں تو پیہ نہیں لیکن آگے قسم اٹھائیں کہ جی اس میں کوئی کسی قسم کی، اگر کسی غریب سے پیسے نہیں لیے جا رہے ہیں، اور یہ process کتنے مہینے میں مکمل ہوگا؟ یہ بھی بتادیں، پندرہ سو روپے بھی دے دیں۔ چھ چھ گھنٹے، دس دس گھنٹے لوگ بیٹھے ہیں آن لائن اپنے فارم بھی جمع کریں، آخر میں چھ مہینے تک آپ اساتذہ کی تعیناتی نہیں کریں، وہ ایک اور ہمارے گلہ میں مصیبت پڑ جائے گی۔ تو شکر یہ میڈم چیئر پرسن صاحبہ! میں ابھی آؤں گا قرارداد کی طرف، آج جمعہ کا دن ہے روزے کا دوسرا دن ہے بابرکت دن ہے۔ قرارداد نمبر 163۔ ہر گاہ کہ بلوچستان تمام شعبوں میں پسماندگی کا شکار ہے، کاروبار اور وسائل کی عدم دستیابی کی وجہ سے صوبے کی عوام بنیادی ضروریات جیسے پانی، گیس، صحت و دیگر سہولیات سے مکمل طور پر محروم ہے۔ مزید برآں تعلیمی ادارے، مدارس، مساجد اور بجلی و گیس سے نہ صرف محروم ہیں بلکہ جن مدارس، مساجد و سکولوں میں یہ سہولیات میسر ہیں، وہ بل ادا نہ کرنے کے باعث بند کر دیے گئے ہیں۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ صوبے کے تمام مساجد، مدارس و سکولوں کو بجلی و گیس کی سہولیات کی مسلسل فراہمی اور ان کے بل کی ادائیگی سے مکمل استثنیٰ فراہم کی جائے۔ شکر یہ میڈم۔

میڈم چیئر پرسن: قرارداد نمبر 163 پیش ہوئی ہے۔ اس کی admissibility کی وضاحت کی جائے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: وضاحت میرے خیال میں میری قرارداد میں بڑی تفصیل سے دی گئی ہے کہ بلوچستان میں ویسے ہی بجلی اور گیس نام کی کوئی چیز تو ہے ہی نہیں لیکن کئی جگہوں پر مساجد اور مدارس میں نہیں اسکولوں میں بجلی تھی وہ بھی سردیوں میں بند کر دی جاتی ہے، گیس بند کر دی جاتی ہے۔ گرمیوں میں بجلی بند کر دی جاتی ہے۔ پانچ ہزار کے قریب بلوچستان میں ایسے سکول ہیں جن کے شیلٹرز نہیں ہیں، جن کی عمارتیں نہیں ہیں۔ تو ہمارے ساتھ دیکھیں، ہم اپنا comparative کم از کم comparison یا تو خیبر پختونخوا سے کریں گے یا ہم پنجاب سے کرتے ہیں، کبھی کبھی سندھ سے کرتے ہیں، بہت زیادہ اگر ہم لوگوں کو تھوڑا سا تو رمان خان بنا ہوتا ہے تو ہم اپنا comparison انڈیا سے کر دیتے ہیں، ایران سے کر دیتے ہیں۔ جاوہر اندازہ لگائیں کہ انڈیا میں جو تلنگانہ راشٹرا سمیتھی ہے، چھیا لٹ پارٹی ایک جماعت ہے وہ ہندوؤں کی ہے۔ انہوں نے اپنی ریاست میں تمام مسلمانوں کی مساجد اور تمام مسلمانوں کی مدارس اور انکی وہ تعلیمی ادارے جو رجسٹرڈ تھے، جو بچوں کو مفت تعلیم فراہم کرتے ہیں انکو کہا کہ جی انکو کم از کم اس بجلی کی، گیس کی یا جو دیگر سوشل سروسز ہیں، جس میں پانی تک ہے، ان کی فراہمی کا انکو مفت کرنے کا اعلان کر دیا۔ اور ان پر عملدرآمد شروع ہو گیا۔ گزشتہ دو تین سالوں سے خیبر پختونخوا میں تقریباً چھ ہزار پانچ سو کے قریب مساجد جو ہیں وہ سولرائزڈ ہوئے۔ ان مساجدوں کو solarisation کی facilities دی گئیں تاکہ آپ کی اذان بھی سب سن سکیں۔ آپ کے جمعے کے جو خطے ہیں جو نصیحت آموز کے اگر خطے ہیں وہ بھی سب کے کانوں تک پہنچ سکیں۔ لوگ ان عبادت گاہوں سے جو بھی اخلاقی

تربیت حاصل کر سکتے ہیں وہ حاصل کر سکیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ جو چادر پھیلا کر کے ہر جمعہ کو دو، دو روپیہ جمع کرنا، تین تین روپیہ جمع کرنا یہ اس مقدس مسجد کی حیثیت، اُس کی مقدس اہمیت کے حوالے سے مناسب نہیں ہے۔ یہ سلسلہ بھی ختم ہو جائے۔ کہ یا تو آپ نماز ختم کرتے ہیں تو مسجد کے باہر آپکو مل جائے گا کہ جی انہوں نے چادر اٹھا کے کہہ رہے ہونگے کہ جی ہماری بجلی اور گیس بل کے لیے چندہ جمع کرنا ہے۔ تو اخلاقی طور پر جب یہ سب سے مقدس ادارے ہیں، یہ ریاست کی بھی ذمہ داری ہوتی ہے، ہمارا وزیر ہے ایک محکمہ مذہبی امور، جو وفاق میں ہوتا ہے، یہاں حج وادقاف ہے، جس میں زکوٰۃ بھی آجاتی ہے، تمام ذمہ داریاں آتی ہیں۔ شاہد احمد نواز صاحب آپ اسکے چیئرمین بھی ہیں۔ تو یہ کم از کم ذمہ داری ہونی چاہیے تھی کہ ہم اپنے ہر بجٹ میں یہ کوشش کرتے کہ ہر سال میں پانچ سو، چھ سو، ہزار کے قریب یا تو ان مساجد و مدارس، مدارس سے میری مراد یہ ہے کہ میں نہیں کہتا ہوں کہ آپ کسی کو مفت دیں۔ اُن کے ساتھ آپ کم از کم کچھ تھوڑی بہت شرائط بھی آپ اُن کے ساتھ منسلک کر سکتے ہیں۔ اُن شرائط میں کم از کم یہ ہے کہ آپ اسکول کی کارکردگی اور اُس مدرسے کی کارکردگی دیکھیں کہ وہ کتنے بچوں کو تعلیم دلوا رہا ہے۔ کیونکہ اگر محکمہ تعلیم میں آپ دیکھیں بلوچستان ، per-child جو ہمارا expenditure ہے اس وقت، بلوچستان میں وہ 45 ہزار روپے کے قریب ہے۔ یعنی ڈیڑھ لاکھ روپے میں اگر ہم کسی بچے کو سرکاری سکول میں وہ تعلیم دے رہے ہیں تو سرکار اُس پر سالانہ 45 ہزار روپے خرچ کر رہی ہے۔ اگر کسی مدرسے میں اور اُس کا سلیبس بہت بہتر ہے، وہ اگر سائنس بھی پڑھا رہا ہے، میتھ بھی پڑھا رہا ہے، اُس بچے کو چھوٹے موٹر اور ٹیکنالوجی اور کمپیوٹر کی چیزیں بھی سکھا رہا ہے۔ وہ اُس کو اچھی اخلاقیات اور اسلام کا درس بھی دے رہا ہے۔ تو یہ ایسے سمجھیں ریاست سے ایک بوجھ آپ نے کاٹ دیا ہے۔ تو 45 ہزار روپے جو سال کے آپ نے اُس بچے پر خرچ کرنے تھے وہ مدرسے والا اُس کے اوپر کر رہا ہے۔ تو اگر کوئی مدرسہ سو بچے پڑھا رہا ہے۔ تو اس سال کے پچاس لاکھ روپے، ایک کروڑ روپے، دو کروڑ روپے ایسے، ہاں آپ اُن کے سلیبس کے ساتھ بیٹھیں اُن سے تعاون کریں، اُن کو کتابیں فراہم کریں اُن کو گائیڈ لائن دیں تو یہ وہ چیزیں ہوتی ہیں کہ اگر ایک ریاست میں جب آپ اپنے انسانوں کو یکساں تصور کرتے ہیں۔ آپ ان کی کوئی بہتری چاہتے ہیں۔ تو یہ ہماری ذمہ داری بنتی ہے۔ اور مساجد میں شکر الحمد للہ آج جمعہ کا بھی دن ہے، رمضان کا بھی دن ہے، میرے خیال میں آپ دیکھ رہے ہوں گے کوئی آٹھ آٹھ گھنٹے دس دس گھنٹے تراویح کے لئے عبادت کے لئے مسلسل وہاں پر اعیکاف میں بیٹھنے کے لئے انکو بجلی کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو بہت سی ایسے جگہوں پر وہ بل دے نہیں پاتے، وہاں لوگ لائین، یا موم بتیاں لگائی ہوئی ہیں۔ تو میرے خیال میں بحیثیت مسلمان یہ دنیا کے دوسرے غم بلڈوزرز کے گھنٹے اور سڑکوں پہ جو ہماری کارپنگ یا دنیا کے دیگر مسائل کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہماری اخلاقی طور پر ذمہ داری بنتی ہے۔ کہ ایک ایسے معاشرے میں اگر عبادت کرنا چاہیں۔ تو وہ بھی بغیر کسی تکلیف اور مشکل کے اپنی عبادت

جو ہیں سرانجام دے سکیں۔ تو میری اس ہاؤس سے گزارش ہے کہ بروقت اگر نہ ہو سکتا ہے۔ میں نے اس سے پہلے معذروں کے حوالے سے یہ بات کی کہ کچھ اخلاقی ذمہ داریاں اس معاشرے میں ہمارے اوپر عائد ہوتی ہیں۔ تو اس کو اگر آپ منظور کر لیں اور آنے والے بجٹ میں میرے دوست بھائی بیٹھے ہوئے ہیں، زمرک صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، اسد جان بیٹھے ہوئے ہیں، اُن کو میں مبارکباد بھی دیتا ہوں کیونکہ اُن کے از سر نو اپنا پریزیڈنٹ منتخب ہونے پر اپنی پارٹی کی ایک کامیاب کنونشن کے بعد، تو یہ سارے سنجیدہ اور سینئر دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس پر بیٹھ کر کے ایک ڈسکشن کریں، مساجد اور مدارس کے لوگوں کو بلا لیں، ان کے curriculum اور ان کے syllabus، اُن کے دیگر معاملات پر ان کے ساتھ تھوڑی سی help بھی کر دیں۔ اور کوشش کریں کہ ہم تھوڑا سا ایک ماڈرنائزڈ سائیکو کیشن کا سسٹم مدارس کو بھی دے سکیں۔ اور اُسکے incentives میں اُس کے بدلہ میں آپ کم از کم اُن کو پانی مفت فراہم کر دیں، بجلی مفت فراہم کر دیں، سولرائزیشن کر دیں۔ میں نے پہلی دفعہ اپنے ڈسٹرکٹ میں تقریباً کوئی پچاس کے قریب مساجد اور مدارس کو جو، میں ہر پی ایس ڈی پی میں رکھتا رہا ہوں۔ پہلے والی پی ایس ڈی پی کسی اور نظر نشان ہو جاتے تھے کہ اُن مدارس میں پانی کی سہولت ہے، وضو کی سہولتیں ہے یا دیگر سہولتیں دیتا رہا ہوں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں اسکو ایک ماڈل ہونا چاہیے پورے بلوچستان کی سطح پر، نہ صرف میرے اپنے حلقے میں۔ thank you very much میڈم چیئر پرسن صاحبہ۔

میڈم چیئر پرسن: شکریہ۔ آیا قرارداد نمبر 163۔۔۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: میڈم چیئر پرسن!

میڈم چیئر پرسن: جی زیرے صاحب۔

میڈم چیئر پرسن: آج جو قرارداد ہاؤس کے سامنے ہے یقیناً اہمیت کی حامل قرارداد ہے۔ میڈم چیئر پرسن! یقیناً جس طرح میرے دوست نے کہا کہ ہمارے پاس ایک وسیع ڈیپارٹمنٹ ہے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ ہے، جس کا کالج سائینڈ الگ ہے، اسکول سائینڈ الگ ہے، ڈوسیکرٹری صاحبان ہیں، دو ڈائریکٹر صاحبان ہیں، ڈوڈیٹل ڈائریکٹرز ہیں، ڈی اوز ہیں، ڈی ڈی اوز ہیں اور اے ڈی اوز ہیں، پتہ نہیں کیا کیا ہیں۔ لیکن اب ڈیپارٹمنٹ overall جس طرح کہا جا رہا ہے پہلے بھی کہ تمام ڈیپارٹمنٹ نہ اُنکے جو آفیسران ہیں، کوئی بھی کام نہیں کر رہا ہے۔ ہم تو تھک گئے ایک ایک اسکول ٹیچر کے لئے کہ ہم جائیں ڈی اوز کے پاس، اے ڈی اوز کے پاس کہ یہ سکول ہے، اس میں کوئی حاضری یہاں پہ کوئی ٹیچر آتا ہی نہیں۔ جو LC کی ذمہ داری ہوتی ہے وہ ذمہ داری پوری نہیں کرتا ہے۔ جو ڈی اوز صاحب کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ وہ پوری نہیں کرتا ہے۔ میرے حلقہ انتخاب میں نو بیسک ہیلتھ یونٹس ہیں۔ پانچ سال سے بنے پڑے ہیں۔ پوسٹیں منظور ہیں۔ آج تک وہاں علاج و معالجے کی سہولت شروع نہیں ہو سکی ہے۔ ڈی جی بیٹھا ہوا ہے۔ سیکرٹری ہیلتھ بیٹھا ہوا ہے۔ منسٹر صاحب سے

میں نے کئی دفعہ کہا ہوا ہے، کوئی ڈی ایچ او بیٹھا ہوا ہے، کوئی سننے والا نہیں ہے۔ اور یہاں یہ جو قرارداد ہے، ہم مطالبہ کر رہے ہیں کہ سکولوں میں گیس ہو، بجلی ہو، مدارس میں ہوں، مساجد میں ہوں۔ لیکن وہ تو دور کی بات ہے۔ ابھی مارچ کی آج 24 تاریخ ہے، آج سکول ہمارے کھل گئے ہیں۔ جو winter-season کے اسکولز ہیں۔ آج زیارت میں برف باری ہوئی تھی۔ آج کان مہتر زئی میں سردی ہے۔ آج کوئٹہ شہر میں سردی ہے۔ بچے وہاں سکولوں میں بیٹھے ہیں۔ نہ گیس ہے نہ بجلی ہے۔ نہ کچھ کوئی بندہ کوئی ڈیپارٹمنٹ چاہے وہ اُس کا سربراہ یہاں منسٹر صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں۔ آئین و قانون کے لحاظ سے منسٹر صاحب ذمہ دار ہے اپنے ڈیپارٹمنٹ کا۔ وہ اس سے جان خلاصی نہیں کر سکتا ”کہ مجھے پتہ نہیں ہے“ آپ کو اس آئین نے ذمہ داری دی ہے۔ آپ نے حلف اٹھایا ہے، آپ کے پاس جھنڈا ہے، آپ کے پاس بجٹ ہے، آپ کے پاس گاڑیاں ہیں۔ تو آپ کی یہ ذمہ داری بن رہی ہے کہ آپ پوچھ لیں اپنے نیچے اپنے ڈائریکٹر صاحب سے، اپنے ڈی او صاحب سے، اپنے ڈی ایچ او صاحب سے کہ اتنے پیسے، یہ BHUs بنے ہوئے ہیں یہ کیوں فعال نہیں ہو رہے ہیں۔ پوسٹیں منظور ہیں، ڈاکٹرز کیوں تعینات نہیں ہو رہے ہیں؟ خدارا! ہم بول بول کر کے تھک گئے لیکن کسی پر کوئی بات اثر نہیں کر رہی ہے۔ آخر آپ کو عوام نے ووٹ دیا ہے۔ آپ یہاں آئے ہیں، آپ نے حلف اٹھالیا ہے۔ حلف میں آپ نے کیا الفاظ دوہرائے ہیں اُس کا تو کم از کم لحاظ تو رکھیں۔ ابھی کوئی سکول میں کوئی تشہیر کی میں بات کرتا ہوں، یہ جا کر کے آپ نزدیک کوئٹہ شہر کے آس پاس آپ کی اسمبلی کے دو دو کلومیٹر، تین کلومیٹر میں اسکول ہیں۔ وہاں بجلی نہیں ہے۔ وہ سریاب، وہ ویسٹرن بانٹی پاس، کچلاک، وہ تو دور کی بات ہے۔ پچارے وہاں تو بجلی کا نام و نشان تک نہیں ہے، گیس کا نام و نشان تک نہیں ہے، پھر اسکے بعد گرمیاں آئیں گی۔ وہاں بچے کیا کریں گے؟ مدارس کے تو پچاروں کی دُور کی بات ہے۔ وہاں تو کوئی چیز ہوتی ہی نہیں ہے۔ تو میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں کہ قرارداد منظور کی جائے۔ اور خدارا! جو منسٹر صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں وہ اپنے ذمہ داریوں کو نبھائیں وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ پر کنٹرول رکھیں وہ سیکرٹری صاحبان ڈی او صاحبان جو ڈائریکٹر بیٹھے ہوئے ہیں ان سے کام لے لیں۔ کام کوئی نہیں کر رہا ہے۔ یہ ہر ایم پی اے خود جا کر ایک ایک اپنے کام کے سلسلے میں گھنٹوں ڈائریکٹر اور سیکرٹری کے پاس بیٹھتے ہیں۔ اگر ایک دن، دو دن ہم نہ جائیں، آپ کا ایک فائل ایک، ڈویلپمنٹ کا وہ آگے نہیں جا رہا، ایک ٹیبل سے دوسرے ٹیبل تک نہیں جاتا ہے۔ کیا یہ میری ذمہ داری ہے کہ میرے حلقے میں اسکول بن رہا ہے؟ میں اس کی فائل اٹھا کر کبھی اس کے پیچھے جاؤں کبھی اُس کے پیچھے جاؤں، یہ میری ذمہ داری نہیں ہے۔ یہ وہاں ڈائریکٹر بیٹھا ہوا ہے سیکرٹری بیٹھا ہوا ہے اسٹنٹ ڈائریکٹر بیٹھا ہوا ہے، ایڈیشنل سیکرٹری ہے، پتہ نہیں کون سا سیکرٹری ہے، پورا سیکرٹریٹ دس ہزار ملازمین بیٹھے ہوئے ہیں۔ ڈائریکٹر میں ڈائریکٹر بیٹ میں پتہ نہیں کتنے ہزار ملازمین ہیں۔ پاکستان کے سب سے زیادہ ملازمین تو ہمارے صوبے کے ہیں۔ ہمارا سارا نان ڈویلپمنٹ بجٹ تو ہم

ہمارے ملازمین لے کر جاتے ہیں۔ لیکن خدارا! کام کہاں ہوتا ہے؟ کوئی کام، کوئی وہ بغیر اُس کے نہیں ہوتا ہے۔ اگر فائل کو آپ یہ نہیں لگائیں گے وہ فائل آگے نہیں چلتی ہے۔ یہ صورتحال ہے خدارا! اسکو cabinet میں آپ اسکو discuss کر لیں۔ ہم تھک گئے ہیں۔ کوئی کام آگے بڑھ نہیں رہا ہے۔ تو میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ اور وزراء سے کہتا ہوں دست بدستہ کہ آپ لوگ اپنے اپنے ڈیپارٹمنٹ کا اجلاس بلا لیں، ایجوکیشن منسٹر صاحب ہے، اُن کے پاس اتنا وسیع ڈیپارٹمنٹ ہے پتہ نہیں 57 ہزار ہیں کہ 60 ہزار ہیں ایک لاکھ ملازمین تو صرف ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے ہیں۔ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ ہمارے وزیر صاحب ہیں most senior parliamentarian ہیں اس صوبے کا۔ اُن کے پاس ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ ہے۔ کیا صورتحال ہے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی۔ کوئی ہسپتال آپ کا، کوئی DHQ-hospital کوئی آپکا وہ کیا صورتحال ہے ہسپتال میں۔ یہ کونٹہ کا ہسپتال آپ اٹھا کر دیکھیں سول ہسپتال آپ اٹھا کر دیکھیں بی ایم سی اٹھا کر دیکھیں۔ باقی جو ڈسٹرکٹ میں ہسپتال ہیں وہاں کوئی ڈاکٹر ڈیوٹی دے نہیں رہا ہے۔ کوئی پوچھنے والا ہے؟ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ ہسپتال بند پڑے ہیں۔ قلعہ سیف اللہ کی مین ہائی وے پر جو ہسپتال ہے پتہ نہیں ساٹھ ستر ڈاکٹر ز وہاں posted ہیں لیکن وہاں ڈاکٹر ڈیوٹی نہیں دے رہے ہیں یہ پشین ہے یہ اصغر ترین صاحب کا حلقہ ہے، یہ اپنا قلعہ عبداللہ کا ہے۔ وہاں دیکھیں ڈاکٹر کہاں ہیں؟ نہ کوئی ڈاکٹر ڈیوٹی کر رہا ہے نہ کوئی چیک اینڈ بیلنس ہے۔ تو اس طرح اندھیرے میں تو نہیں چلے گی حکومت۔ تو میں قرارداد کی حمایت کرتا ہوں thank you very much۔

میر محمد عارف محمد حسنی: میڈم تھوڑا سا میں change کرنا چاہوں گا ثناء صاحب کی جو قرارداد ہے۔ بجائے یہ فری کرنے کی اگر کچھ یونٹ فری کر دیں ان کے، 200 یونٹ یا جتنے بھی یونٹ ہوتے ہیں قرارداد تھوڑا سی۔ جی؟ یہ بہتر ہے، تاکہ ضیاع نہ ہو۔ پھر 24 گھنٹے نہ چل رہا ہو وہاں۔ نہیں میرا مقصد ہے کہ کچھ یونٹ فری کر دیں تاکہ گورنمنٹ کے لیے بھی آسانی ہو کرنے میں۔ اور تاکہ پھر بہت زیادہ ضیاع نہ ہو۔

میڈم چیئر پرسن: شکر یہ۔ جی اختر حسین لاگو صاحب۔

میر اختر حسین لاگو: آپ کی اجازت سے میڈم!

میڈم چیئر پرسن: جی۔

میر اختر حسین لاگو: بہت شکر یہ میڈم چیئر پرسن! میں اس قرارداد کی حمایت بھی کرتا ہوں اور ساتھ میں جیسے ثناء صاحب نے ایک اہم بات کی یہاں، نصر اللہ زیرے صاحب نے بھی بات کی۔ ہم بھی اسی کونٹہ شہر سے ہمارا بھی تعلق ہے۔ دُور دراز کے علاقوں کو چھوڑ دیں کہ اس کونٹہ شہر کے ہمارے جو اسکول و کالج ہیں اور جو مساجد اور مدارس ہیں، کونٹہ شہر میں بھی وہ بجلی سے محروم ہیں، بانی سے محروم ہیں، گیس سے محروم ہیں، میرے اپنے حلقے کا ایک گرلز ہائی اسکول ہے، اُس میں جناح ٹاؤن

کے ساتھ بالکل متصل ہے، اُس میں ابھی تک گیس نہیں ہے جناب والا! اس حوالے سے میں اس قرارداد کی حمایت بھی کرتا ہوں اور ساتھ میں ابھی یہاں بد قسمتی سے تھوڑی دیر پہلے ایک بحث ہو رہی تھی دو ہمارے معزز وزراء صاحبان کے درمیان۔ تو یہ صوبہ basically انہیں، جن چیزوں کا ذکر اور جن چیزوں پر تکرار ہو رہی تھی، انہیں کچھ معاملات ہیں جن کی وجہ سے یہ صوبہ اس نچ پر پہنچ چکا ہے۔ یہاں جن جن کے پاس اس وقت portfolios ہیں، وہ ایک دوسرے کا خیال بھی رکھتے ہیں، ایک دوسرے کا اپنے محکموں میں کام بھی کرتے ہیں لیکن یہاں اس ہاؤس میں وہ معزز اراکین جن کے پاس portfolios نہیں ہیں جن کے پاس وزارتیں نہیں ہیں، اور ان کے حلقے ملازمتوں سے محروم، ٹرانسفرز اور پوسٹنگ میں ان کے حلقے کے لوگوں کے خلاف انتقامی کارروائیاں، اُس میں ہم ثابت کر سکتے ہیں ہمارے پاس وہ تمام لیٹرز یہاں پڑے ہوئے ہیں۔ اب خدارا! ہماری درخواست ہے کہ ان انتقامی کارروائیوں سے اسد صاحب نے زمرک صاحب سے کہا کہ سختی میں آپ نہیں تھے۔ لیکن سختی میں اور اس تمام ماحول کو بنانے میں ہم وہاں موجود تھے۔ ہم نے وہ تمام چیزیں، ہم نے وہ کی، جام صاحب سے اگر کسی نے جان چھڑائی ہے وہ ہم نے اور ہماری جماعت نے کی۔ لیکن اس گورنمنٹ میں ہمارے لوگوں کے خلاف اور بی این پی کے کارکنوں کے خلاف یا بی این پی سے تعلق رکھنے والے ہمدردوں کے خلاف جتنی انتقامی کارروائی ہوئی ہیں شاید میرے خیال سے کسی کے خلاف بھی نہیں ہوئی ہیں۔

میر محمد عارف محمد حسنی: یہ ابھی والے گورنمنٹ میں۔ یہ ابھی والے گورنمنٹ کی آپ کہہ رہے ہیں۔

میر اختر حسین لاگو: اس گورنمنٹ میں۔ تو یہ عارف جان صاحب میں آپ کا مقصد سمجھ رہا ہوں۔ آپ کی خواہش پوری نہیں ہوتی۔ آپ دو منٹ ہمیں آرام سے سن لیں۔ تو میڈیم چیئر پرسن! میں یہ کہہ رہا تھا کہ ان انتقامی کارروائیوں سے، ان چھوٹے چھوٹے issues سے، ان سے ہمیں باہر نکلنا ہوگا۔ اور ہمیں اس صوبے اور اس صوبے کے عوام جنہوں نے ہمیں منتخب کر کے یہاں اس ایوان میں بھیجا ہے۔ ہمیں ان کا خیال رکھتے ہوئے، ان کی فلاں و بہبود کے لیے ہمیں یہاں ہر عملی اقدامات کرنے ہوں گے۔ اس وقت اس رمضان کے مہینے میں میڈیم! ہمارے کوئٹہ شہر کی جتنی واٹر سپلائی ہے۔ وہ واسا کے ساتھ ہیں۔ اور واسا نے کیسکو کے ساتھ مل کر، کیسکو نے تمام ہمارے ٹیوب ویلوں کے بجلی کنکشن وہ کاٹ دیئے ہیں۔ شہر کے بچ میں میرا حلقہ ہے۔ اس وقت جو ٹیوب ویلیں ہمارے ان کے بجلی کے کنکشن کٹ چکے ہیں ٹیوب ویلیں بند پڑی ہوئی ہیں۔ لوگ پانی کی بوند بوند کو ترس رہے ہیں۔ بجلی کی صورتحال یہ ہے کہ کل صبح سے بجلی گئی تھی، کل مغرب سے کوئی دس منٹ پہلے آئی ہے۔ اور اُس کے بعد دوبارہ گئی ہے پھر سحری کو آئی ہے۔ یہ کوئٹہ شہر کی حالت ہے۔ گیس کی حالت یہ ہے کہ کوئی ایک ہفتہ سے ہمارے کلی عالمو، کلی شاہو، کلی اسماعیل، کلی شیخان، ہدہ، جناح ٹاؤن، جناح ٹاؤن میں اسد صاحب اور بشری صاحبہ کا بھی گھر ہے۔ میں بھی آج کل جناح ٹاؤن میں رہ رہا ہوں۔ وہاں بھی گیس نہیں اسی طرح وحدت

کالونی سے دوستوں کی ٹیلیفونیں آئی ہیں کہ وہاں بھی گیس نہیں ہیں۔ بازار، سریاب، بانئی پاس، یہ دونوں بانئی پاس، نواں کلی، پورا کوئٹہ شہر کو اس وقت سائلستان بنا دی گئی ہے۔ گیس ناپید، بجلی ناپید، پانی ناپید، اب یہاں دو چیزیں ہیں میڈم! اب پانی اور بجلی کا آپ کو پتہ ہے آپ کے پاس کتنی ٹیوب ویلز ہیں انکا بجٹ آپ ہر سال بجٹ بک میں ریفلیکٹ ہوتے ہیں انکا بجٹ اُسکے لیے پیسے آپ مختص کرتے ہیں کہ اتنی ٹیوب ویلیں ہیں انکا اتنا بجٹ بنتا ہے بجلی کی چیزیں۔ timely جمع نہ کرنے والی جیسے کہ نصر اللہ زیرے صاحب نے کہا کہ ہم نے یہاں ہزاروں ملازمین کی ایک فوج پال رکھی ہے مختلف محکموں میں منسٹر صاحبان نے لیکن کام نہ کرنے کی اس روش کی وجہ سے QESCO کے بل timely جمع نہیں ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے ٹیوب ویلوں کے وہ کنکشن کاٹ دیتے ہیں اور لوگوں کو بجلی نہیں ہے اور پھر پانی کی بوند بوند کو ترس رہے ہیں اسی طرح سوئی سدرن گیس کمپنی کی جی ایم کو جیسے ایک دوست نے کہا تھا کہ اُسکو بلا لیں اُسکو بیس مرتبہ تو یہاں بلا چکے ہیں اس چار سالہ ٹینور میں لیکن میرے خیال سے اُسکو یہاں بلانے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا اس کے لئے کوئی ٹھوس اقدامات جب تک نہیں کریں گے یا جب تک اس گورنمنٹ میں اتنی جرات پیدا نہیں ہوگی جیسے پنجاب میں تھوڑی سی آٹے کی قلت ہو جاتی ہے زمرک صاحب چلے گئے وہ محکمہ بھی انکے ساتھ ہے۔ وہ فوراً آپ کو گندم کی سپلائی روک دیتے ہیں۔ یہ جرات یہ حکومت بلوچستان میں نہیں ہے کہ اگر بلوچستان میں گیس کی قلت ہو تو سوئی سے جو پنجاب کی طرف جانے والی لائینیں ہیں اُسکی سپلائی کو روک کر کے پہلے اپنے لوگوں کی ضرورتیں پوری کر لیں۔ وہ گندم کے حوالے سے ہمارا گندم کا کوٹہ روک کر کے اپنے لوگوں کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں جب گندم کی شارٹج ہو جب گیس کی شارٹج ہو تو کیا ہم یہ کام نہیں کر سکتے؟ کیا اس جرات کا مظاہرہ اس بلوچستان حکومت کے پاس نہیں ہے؟ میں یہ چاہتا ہوں کہ جی ایم کو یہاں بلانے کی بجائے اس حکومت، یہ وزراء جو ٹرانسفرز پوسٹنگ پر ایک دوسرے کے ساتھ لڑتے جھگڑتے ہیں یا یہ وزراء جو ہمارے خلاف انتقامی کارروائیوں میں پیش پیش رہتے ہیں ان سب وزراء کو اس پارلیمنٹ کو پوری پارلیمنٹ کو ہم کو جا کر کے وہاں سوئی سے وہ گیس کی والوروک کر کے لینے چاہئے اور جب تک ہماری ضرورتیں پوری نہیں ہوں گی پورے پاکستان میں کسی کو گیس نہیں ملنی چاہیے پھر میں دیکھتا ہوں کہ کوئٹہ میں گیس کا پریشر کیسے برابر نہیں ہوتا پھر زیارت میں گیس کا پریشر کیسے برابر نہیں ہوتا پھر قلات میں گیس کا پریشر کیسے برابر نہیں ہوتا۔ تو ان تمام چیزوں کے ساتھ ساتھ میڈم چیئر پرسن صاحبہ! دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت ہمارا صوبہ ایک انتہائی مشکل حالات سے ہمارے لوگ بھی گزر رہے ہیں دو دوسالوں سے لوگوں نے ٹیسٹ و انٹرویڈ دئے ہوئے ہیں مختلف محکموں میں۔ احسان شاہ صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں، اسد صاحب کی ایگریکلچر کی بھی پوسٹیں ہیں عبدالخالق صاحب کی اسپورٹس کی بھی پوسٹیں ہیں۔ تو مہربانی کر کے ان پوسٹوں کو جلدی سے اناؤنس کر دیں اور ان پر لوگوں کو ایمپٹنٹ کر دیں تاکہ لوگوں کا روزگار شروع ہو۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ایجوکیشن کے حوالے سے

یہاں مختلف باتیں کی گئیں۔ عارف جان صاحب کی ایک قرارداد بھی آئی تھی کہ ہیلتھ کے حوالے سے تھی کہ جس ڈاکٹر نے جس ڈسٹرکٹ سے سیٹ لی ہو وہ اُس ڈسٹرکٹ میں کم از کم پانچ چھ سال وہ وہاں ملازمت کرے اور وہاں serve کرے اس میں اضافہ بھی ہونا چاہیے کہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں جس ڈسٹرکٹ کے کوٹے سے جو ٹیچرز بھرتی ہوئے ہیں انکو فوراً اُس ڈسٹرکٹ میں ٹرانسفر کر لیے جائیں تاکہ یہاں پر اس وقت اسکولز کی جتنی ٹیچرز ہیں یا کالجز کے جتنے پروفیسرز ہیں اور ٹیچرز ہیں یا ڈاکٹرز ہیں سب کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ کوٹے میں آ کر کے پوسٹنگ لے لیں اور کوٹے میں آ کر کے رہائش اختیار کر لیں اور اپنی فیملیز کے ساتھ یہاں کوٹے میں وہ اپنی سروس گزار لیں۔ اور اسی طرح منسٹر صاحبان، ممیں معذرت کے ساتھ منسٹر صاحبان سے ان کی بھی یہ کوشش ہوتی ہے کیونکہ کوٹے ایک لاوارث ڈسٹرکٹ ہے یہاں کے نوایم پی ایز کو وہ کچھ سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ اسی لیے جس منسٹر کو بھی موقع ملتا ہے وہ اپنے ڈسٹرکٹ سے لوگوں کو ٹرانسفر کر کے کوٹے کی سیٹیں جو ہیں وہ through transfer fill کر دیتے ہیں اور اپنے حلقوں میں اپنے ڈسٹرکٹس میں وہ پوسٹیں خالی کروا دیتے ہیں۔ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں اس وقت ہزاروں کی تعداد میں مختلف اضلاع سے لوگ آ کر کے یہاں کوٹے میں بیٹھے ہیں میرا مطالبہ یہ ہے کہ یہ ٹیچرز کی پوسٹیں ہم اناؤنس جو ایجوکیشن کر رہی ہے اُس سے پہلے جو جو سائڈ باہر سے ٹرانسفر ہو کر کے کوٹے آئے ہیں انکو پہلے اُسے ڈسٹرکٹس میں بھیجا جائے تاکہ وہ اپنے ڈسٹرکٹس میں اپنی actual posts پر بیٹھ جائیں اور بعد میں ان پوسٹوں کو اناؤنس کیا جائے تاکہ کوٹے کے پوسٹوں کو جو ٹرانسفر کے ذریعے Fill کیا گیا ہے سب سے بڑا ڈسٹرکٹ ہے سب سے آبادی میں زیادہ کوٹے کی آبادی ہے سب سے زیادہ اسکولوں کی تعداد کوٹے میں ہے اور پوسٹیں آپ دیکھ لیں سب سے کم پوسٹیں جو ہیں وہ کوٹے کے لئے ہیں جو پوسٹیں اناؤنس کی گئی ہیں اس میں سب سے کم پوسٹیں وہ کوٹے کی ہیں اُسکی وجہ یہی ہے کہ کوٹے کی پوسٹوں کو through transfer انہوں نے Fill کر دی ہیں اور اپنے ڈسٹرکٹ میں تمام پوسٹیں خالی کر دی گئی ہیں تاکہ اپنے ڈسٹرکٹ میں وہ اپنے لوگوں کو لگوا سکیں۔ اور ہمارے ڈسٹرکٹ میں اپنے لوگوں کو ٹرانسفر کے ذریعے وہ پوسٹیں Fill کر دیں۔ تجو زیا رت یا تربت کا بندہ جو ٹرانسفر کر کے اُسکو کوٹے بھیجا گیا ہے اب وہ نہ کوٹے میں ڈیوٹی کرتا ہے نہ وہ وہاں ڈیوٹی کرتا ہے اسی لیے کوٹے کی اسکول بھی suffer کر رہے ہیں اور وہاں کے اسکول بھی suffer کر رہے ہیں تو یہ جن علاقوں کے لوگ ہیں اُنکے علاقوں میں پوسٹ کیا جائے اور ہماری پوسٹیں خالی کر دی جائیں تاکہ یہاں کوٹے کے لوگ لگیں اور وہ اپنے کوٹے کے لوگوں کو serve بھی کر سکیں۔

میڈم چیئر پرسن: شکریہ۔ جی، آیا قرارداد نمبر 163 منظور کی جائے؟ آواز ہاں یا ناں میں۔ قرارداد منظور ہوئی۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز مورخہ 27 مارچ 2023ء بوقت سہ پہر 03:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ شکریہ۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 04 بجکر 58 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)